بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

رجسٹرڈ ایل

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے صہ خواص و معاونین سے عہ ہندوستان سے باہر ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

Digitized by Khilafat Library

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا قادیان ہے ÷ دو اینی شفا بینی عرض دار الامان ہے

نمبر ۳۹ | دار الامن والامان قادیان ۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام آخر الزمان سلمہ الرحمان

(۱۳ر ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء بعد مغرب)

ام المومنین کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اسپر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنکر

فرمایا

اعتراض کرنیوالے بہت ہی کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں ورنہ **نبیوں** یا ان کے **اظلال** کی بیویاں اگر **امہات المومنین** نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی یہہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ **ام المومنین** کیوں کہتے ہو۔ یہ پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم **ام المومنین** کہوگے۔ یا نہیں؟ مسلم میں تو مسیح موعود کو **نبی** ہی کہا گیا اور قران شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

افسوس تو یہہ ہے کہ یہہ لوگ میری مخالفت اور بغض میں ایسا تجاوز کرتے ہیں کہ منہ سے بات کرتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا؟

جن لوگوں نے **مسیح موعود** کو شناخت کر لیا ہے۔ اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کرے گا۔ اور جو آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے تب بھی اعتراض کرنیسے باز نہ آتے۔

یہہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ **خدا کا مامور** جو ہدایت کرتا ہے اور روحانی **اصلاح** کا موجب ہوتا ہے وہ در حقیقت باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے افلاطون حکیم لکھتا ہے کہ باپ تو روح کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے مگر استاد زمین سے پھر آسمان پر پہونچاتا ہے باپ کا تعلق تو صرف فانی جسم کے ہی ساتھ ہوتا ہے مرشد اور مرشد بھی وہ جو خدا کیطرف سے ہدایت کے لئے مامور ہوا ہو اس کا تعلق روح سے ہوتا ہے جسکو فنا نہیں ہے پھر جب وہ روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کی روحانی تولید کا باعث ہوتا ہے تو وہ اگر **باپ** نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔

اصل یہی ہے کہ یہہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر بھی کچھہ توجہ نہیں کرتے ورنہ اگر ان کو سمجھتے اور قران کو پڑھتے تو یہہ منکرین میں نہ رہتے۔

پھر اعتراض کیا گیا کہ **تصویر** پر لوگ کہتے ہیں کہ یہہ تصویر شیخ کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

یہہ تو دوسرے کی نیت پر حملہ ہے میں نے بہت تر

بھیجے فرماتا ہے و بالآخرۃ ھم یوقنون
قدیت میں جو مختلف مجموعوں سے مل کر
ایک ضخیم کتاب بنی ہوئی ہے - مرکر جی
اُٹھنے کے مسئلہ پر ذرا بھی روشنی نہیں
ڈالی گئی - اس کا بہت برا نتیجہ یہ ہوا کہ
یہودیوں کا ایک علم دوست اور فلسفی
فرقہ جو صدوقیوں کے نام سے مشہور
تھا قیامت کا منکر ہو گیا - انجیل میں بھی
اشارات سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں -
وید کی سطحی تعلیم نے تو یہ غضب ڈھایا
کہ تناسخ کا مسئلہ نہایت ناکارہ اور
ہر قسم کی سچی نیکی کی تحریک کو مٹا دینے والا
اور سچ بھی کہ خدا کی خالقیت اور مالکیت سے جواب
دینے والا ایجاد کیا - اس دشمن عقل مسئلہ نے
جیسے معاد اور حشر کی ضرورت کو باطل
کر دیا ساتھ خدا کی ہستی اور جامع صفات
ہستی کی تسلیم اور ضرورت کے اعتقاد
کو بھی کمزور کر دیا یا معدوم کر ڈالا لیکن
ان سب مردہ کتابوں اور انکی ناقص یا
مضر تعلیموں کے خلاف مبارک کتاب
قرآن کریم نے اس نازک مسئلہ کو
بڑے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت
کیا - چنانچہ اس مقام میں جسکی تشریح ہم
کرنا چاہتے ہیں غور کرنی چاہیے - اس
میں پہلے ایک شخص کا تعجب اور انکار
زندہ ہوکر اعمال کے باز پرس کی نسبت
بیان فرمایا کہ وہ اثبات کو ناممکن سمجھتا
اور کہتا ہے کہ آیا میں موت کے بعد پھر زندہ
کر کر میں زمین سے نکالا جاؤں گا ! پھر
اُس کے انکار اور تعجب کو رد کرنے اور
دوبارہ مخلوق ہونے کی دلیل اُس کے
اپنی بناوٹ اور عجیب وغریب خلقت
سے دی اور فرمایا کہ تو اپنی خلقت میں
غور کر کہ ایک زمانہ تجھپر آیا کہ تو کچھ بھی
نہ تھا اور ہم نے تیرے ایسے قویٰ اور
اعضا پیدا کیے اور ان کا اندازہ لگایا جو
سب کے سب اپنی اپنی ترکیب میں علمی
نظام رکھتے ہیں - اور ہر ایک کی بناوٹ
صاف صاف ایک عظیم الشان غایت
پر دلالت کرتی ہے - تو اب کیا ہم قادر
نہیں کہ تجھے نئی پیدائش کا لباس پہنائیں
اور اب تو تو ایک تغیر اور تبدل کے سوا
معدوم محض ہو چکا نہیں ہوگا - پھر اس کے
بعد نہایت لطیف اور روحانی دلیل جس
سے عمدہ تر دلیل متحقق نہیں ہو سکتی بیان کرنے
کے لیے اپنے اسم رب سے استدلال
فرمایا - اس کے یہاں دو پہلو ہیں - ایک
تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری
ہے اور اس ایمان کی ضرورت چاہتی ہے
کہ جی اُٹھنے اور اعمال کی باز پرس پر یقین
ہو - اور نبوت محمدیہ ضرور تا اس عالم
میں ظہور فرما ہوئی ہے - اور اگر اس پر ایمان
لانا ضروری نہ ہو اور وہ بیکار اور فضول
سمجھی جائے تو خدا تعالیٰ کے اسم رب پر
حرف آتا ہے - دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان
کی خلقت اور اس کے دل و دماغ اور تمام
اعضا کی ترکیب میں بڑا سچا علمی سلسلہ
پایا جاتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے
کہ یہ ہستی بڑی بھاری ذمہ داری کے لیے
پیدا ہوئی ہے اور ایسا نہیں کہ شتر بے
مہار کی طرح اس کے اعمال و افعال سے
جواب دہی نہ لی ہوگی ہو ربوبیت کب تقاضا
کر سکتی ہے کہ اس کا مخلوق مربوب اُس سے
قطعاً بے تعلق ہو جائے اور اسکی مرضی
اور جلال کا اظہار اس کے اعمال سے
نہ ہو - خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقیت کا تعلق
ربوبیت سے بڑی واضح دلیل ہے
بعث اور حشر پر و للہ الحمد

عاجز عبد الکریم عفی عنہ

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے
اخیر نومبر تک اشاعت کی امید
کیجاتی ہے پیشگی قیمت علاوہ
محصول ۸ عہ مابعد ۱۲ علاوہ محصول

قصیدہ دعائیہ

از حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی

فضل کا طالب ہوں میں رحمت کا ہوں امیدوار
تو مرا مشکل کشا ہے تو مرا حاجت برار
تو مرا آرام جاں ہے تو مرا تسکین قلب
تو مرے دل کی تسلی تو مری جاں کا قرار
تو ہی رب العالمیں ہے تو ہی رحمن و رحیم
تو ہی مالک تو ہی خالق تو مرا پروردگار
ملجا و ماوا تو ہی ہے اور تو ہی پشت و پناہ
مال و دولت تجھپہ قرباں جان و دل تجھپر نثار
آل و اولاد و احبا تجھپہ سب قرباں ہیں
تجھپہ جو ہووے فدا اُس کے لیے ہے افتخار
غنچہ لب اور گلبدن سب تیرے آگے ہیچ ہیں
سب چمن تجھپر تصدق اے مرے دل کی بہار
تیرے ہی ارض و سما ہیں تیرے ہی جن و ملک
تیرے ہی شمس و قمر ہیں تیرے ہی لیل و نہار
بحر و بر سب تیرے ہیں تیری ہی کل مخلوق ہے
ساری جھیلیں تیری ہیں اور تیری ہی کل آبشار
کل جزیرے تیرے ہیں انکے عجائب بھی ترے
قعر بھی تیرے ہیں اور تیرے ہیں سارے کوہسار
[illegible] تیری جسم تیرا ذرہ ذرہ ہے ترا
نیستی سے ہست کرنا ہے فقط تیرا ہی کار
تیرا یورپ اور اسکی کل کلیں تیری ہی ہیں
تیری ہی امریکہ ہے اور اسکا سارا کاروبار
تیری ہی افریقہ ہے اور اسکی وحشی قوم کہ
ایشیا تیری ہے جس پر ساری دنیا ہے نثار
جس میں پیدا تو نے کل پیغمبر و مرسل کیے
آپ ہی تو جانتا ہے جنکا تعداد و شمار
جس میں ہے مکہ مدینہ جس میں بیت القدس ہے
جسمیں تیرے حکم اُترے تیرے مولا بار بار
تیری رحمت کے فرشتوں کا ہوا جس میں نزول
آج کل بھی فضل کا تیرے ہے جس میں انتشار

جس میں تونے دشمنان دین کو غارت کیا
جسمیں تونے غرق اعدا کو کیا اور سنگسار
جسمیں ہے دنیا کی جنت جسمیں ہے کشمیر بھی
جسمیں ہے حضرت عیسیٰ کا مرقد اور قرار
ملک سارے تیرے ہیں اور تیری کل فوج و دیار
کل جہاں کا تو ہے مالک سب پہ تیرا اختیار
پھول و پھل سب تیرے ہیں اور تیرے ہی سبز باغ
ہیں گل و ریحان تیرے تیری ہی جنگل کے خار
سب خزانے تیرے ہیں کل مال کا مالک ہے تو
ساری کانیں تیری ہیں جنمیں ہے دولت بیشمار
تو احد ہے تو صمد ہے لا شریک و لا زوال
تیرے بندوں کو نہیں آتی کسی میداں میں ہار
جسکا مولا تجھسا ہو شرمندہ وہ ہوتا نہیں
آزمایش ہو چکی ہے اس سخن کی بار بار
ابن آدم کو بنا بیٹھے ہیں جو تیرا شریک
اور اس غلطی پہ کرتے پھرتے ہیں وہ افتخار
ان کو بھی فضل و کرم سے دے صراط مستقیم
راز سارے کھولدے کر حق کو اب ہر آشکار
خواہ حضرت کا ہو بیٹا خواہ وہ مریم کا ہو
بن نہیں سکتا کسی صورت سے وہ پروردگار
کھانا پینا موت گھٹنا خدا ہوتا نہیں
اپنے بندوں سے خدا کہتا نہیں ہرگز کبھی
خود تو سولی سے بچا اوروں کو کیا دیگا نجات
جو پھنسا ہے خود بھنور میں کیا کرے اوروں کو پار
ایلی ایلی جو پکارے وہ نہیں فریاد رس
خود جو فریادی ہے اوروں کی سنے گا کب پکار
کچھ خدائی کا نمونہ بھی نہ وہ دکھلا سکا
ہیں سبب سو ان کے پیرو آج گم ہیں شرمسار
اب مرے مولا تو اس اندھیر کو دنیا سے کھو
کھو گیا اہل عالم پر تو فرق نور و نار
میں ہوں عاجز تو ہے قادر میں ہوں بندہ تو خدا
تو علی ہے تو ہے اعلیٰ میں ہوں ادنیٰ خاکسار
میں ہوں ظالم میں ہوں خاطی تو ہے تواب و رحیم
سخت شرمندہ ہوں میں اور سر بسجدہ کر رہا
دبگیا بار گنہ سے میں گیا بوجھوں سے میں
میرے چھاتی پر گری ہیں رنج و غم کے کوہسار
درد دل کس سے کہوں تیرے سوا جاؤں کہاں
جز ترے مونس نہ کوئی اور نہ کوئی غمگسار
خواہ بخشو خواہ پکڑو یہ ہے تو ہی مختار کل
فضل پہ تیرے ہے کل مخلوق کا دار و مدار
مہربانی کر عنایت کر ترحم مجھپہ کر
کیونکہ ہے بندوں پہ اپنے تو حلیم و بردبار

کیا کہوں تجھسے کہ تو ہے عالم سر و خفی
مجھسا کم ہوگا جہاں میں ناسزا و نابکار
مجھسا گر مولا نہ ہوتا میں تو ہو جاتا ہلاک
کیونکہ ہوں اولاد آدم کے لیے میں ننگ و عار
مجھکو آتی ہے گناہوں کی طرف توبہ سے شرم
اسقدر ٹوٹی ہے توبہ مجھسے اے رب بار بار
دے مری مضبوطی کو تو یا الٰہ العالمین
تاکہ ہر دم ہر گھڑی تجھسے نہوں میں شرمسار
نفس و شیطاں سے الٰہی میں تو عاجز آگیا
کر دیا دامان تقوی ظالموں نے تار تار
ان شریروں کے مقابل پر مری امداد کر
مجھکو وہ قوت عطا کر جس سے ہوں میں انکو مار
تھک گیا میں وار انکے سہتے سہتے اے خدا
تو عطا کر مجھکو حربہ تا کروں میں اپنے وار
یا الٰہی تو مجھے انکی غلامی سے بچا
فتح و نصرت بھیجدے میری کہ مولا میری کر
کر مری تائید تا میں اپنا بدلا ان سے لوں
جیسے میں پنجہ میں انکی ہوں پھنسا زار و نزار
بیکس و کشتی شکستہ ہوں الٰہی المدد
چار جانب ہو مرے دریا کہ ناپیدا کنار
دستگیری کر مری اس ڈوبتے کو لے بچا
کر مجھے اس بحر مہلک سے الٰہی جلد پار
تو پریشانی کو میری میرے مولا جمع کر
دور کر خاطر کا میرے اے الٰہی انتشار
کر منور فضل سے میرے دل بے نور کو
کر مصفیٰ اور مطہر دور کر گرد و غبار
چشم بینا گوش شنوا کر عنایت اب مجھے
اندھے اور بہرے کی سنلو اے مولا پکار
کر مجھے داخل تو اپنے بندگان خاص میں
کر مجھے تو نیک حال و نیک قال و بردبار
پاک کر دل کو مرے اور نیک کر میرے خیال
مومن صالح بنا کر دے مجھے تقوی شعار
تجھسے ہو امید مجھکو اور تجھی سے خوف و بیم
ہو طلب تجھسے تری اور تجھسے فریاد و پکار
زندہ رکھ اسلام پر ایمان کی دے زندگی

اپنی الفت اور محبت میں ترقی دے مجھے
دین حق پر یا الٰہی کر مجھے استوار
خوف تیرا ہو محبت تیری ہو تیرا خیال
ذکر تیرا ہر گھڑی ہو یاد تیری بار بار
فکر ہو اسلام کا اور ذکر ہو قرآن کا
اور تیرے فضل و کرم کا دمبدم ہو تذکار

تیرے مرسل کی اطاعت میں رہوں میں پائدار
مہدی و عیسیٰ کا تیرے دل سے ہوں میں جاں نثار
میں بجا لاؤں تری اس نعمت عظمیٰ کا شکر
روز افزوں تا کہ تیرا فضل ہو اے کردگار
ہوں غلام احمد کا دلسے میں غلام بیدرم
اسکی ہمراہی میں رکھ اور اسکے ہی قدموں نثار
اس کی خو بو سے مجھے رنگین کر دے اے خدا
خاص اس کے دوستوں میں کر مجھے اب تو شمار
تیری الفت کے سبب سے اس سے الفت کروں
تیری خاطر سے کروں میں تیرے بندہ کو پیار
اس کی ہر اک بات کو دل سے کروں یا رب قبول
اس کا ہر اک قول ہو دل کو مرے خوشگوار
مجھسے سرزد ہو تو نہ کوئی بات اسکے برخلاف
فعل کوئی بھی نہ ہو دے اسکو میرا ناگوار
دل مرا وابستہ رہے اس سلسلہ میں اے کریم
دشمنوں سے اس کے میں کرتا رہوں پیکار و زار
دوستوں سے اسکے الفت و محبت مجھکو ہو
جاں نثار و خیر ہوں اسکے جان و دلسے میں نثار
ہمکو آپس میں محبت دے نزاعیں دور کر
گرم کر الفت کی آتش سرد کر نفرت کی نار
جان و دل اور مال و تن سے ہوں معاون اسکے کار
تاکہ دنیا اور عقبیٰ میں رہوں میں کامگار
ارد گرد اس شمع کے پروانہ سا پھرتا رہوں
پیرو ہی میں رات دن اسکی رہوں مثل سایہ وار
اسپہ جو تیرا کرم ہے مجھپہ بھی کر وہ کرم
کر مری اصلاح ہر پہلو سے تو مجھکو سنوار
ہمکلامی کا شرف مجھکو بھی دے کہ میرے رب
مجھکو بھی اپنی طرف سے بخش یہ عز و وقار
کچھ نہیں درگاہ میں تیری کمی اے ذوالمنن
تو ہی لاتا ہے خزاں کے بعد دنیا میں بہار
کافروں کو ایک پل میں اہل ایماں کر دیا
مشرکان مکہ کو تو نے کیا ایماندار
تجھکو کچھ مشکل نہیں ہے اور نہ تجھکو کوئی روک
ہے تجھے ہر بات پر اے میرے مولا اختیار
بات کرنے سے ترے ہو جائیگی عزت مری
کم نہیں ہونیکا ہرگز بھی ترا کچھ اقتدار
کر مجھے ابدال میں داخل بدلدے میرا حال
دے کے کافوری پیالہ تو بجھادے دل کی نار
زنجبیلی جام دیکر میری قوت کر بحال
تا کہ طے کر جاؤں میں ساری جبال و کوہسار
تیرے رستہ میں نہ حائل ہو مجھے کوئی بھی روک
سامنے آوے سمندر بھی تو میں ہو جاؤں پار

پھولجاؤں سارے ہو دہند کو ایک تیرا عشق ہو
شوق میں اور یاد میں تیری کٹیں لیل و نہار
دو دو دل مجھکو عطا کر عشق اپنا دے مجھے
اپنے اعدا کا عدو کر دوستوں کا اپنے یار
کاروبار آخرت میں تو مرے دل کو لگا
اور بھلا دے دل سے میرے ایکدم دنیا کے کار
سکتے و ماہ و مہر و املا کا ماں میں رکھ سدا
ہیضہ اور طاعون و امراض خبیثہ سے نزار
اس خزاں کو دور کر اسلام سے ای پاکذات
گلشن احمد کے پھولوں کی دکھا مجھکو بہار
ہو رہی ہے آج کل جو آدم و شیطاں کی جنگ
فتح دے آدم کو ہیں دے تو اس موذی کو مار
وہ زمانہ مجھکو دکھلا جب کہ ہو شیطان قتل
اور اس کے ہر معاون پر پڑے جب تیری مار
ہر طرف اسلام کا ہو زور دشمن ہوں ذلیل
پرچموں مخذول حزب احمدیک ہو ہر کا ملک
ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں ہوں بلند
جس کے باعث گونج اٹھیں سارے دشت و کوہسار
ہو عبادت اک تری اوہام سارے دور ہوں
جسقدر ابلیس کے پیرو ہیں سب ہوں سوگوار
قتل ہو دجال اور خنزیر ہو ٹوٹے صلیب
خیر و خوبی سے مسیحا جیت لیں یہ کارزار
اس سے بڑھ کر تو نہ ہونے دی ہیں خوار و ذلیل
جسقدر ہم پست ہیں اتنا ہی تو ہم کو ابھار
مجھکو دکھلا میرے مولا اپنی آیات و نشاں
آنکھ سے میں دیکھلوں اپنے مسیحا کا نکار
اس نزول خاص کا حلیہ دکھا دے ای عزیز
جس میں ہم ہوں شادماں اور ہوں دشمن زار زار
ہمکو وہ شادی دکھا جس سے مریں کل مدعی
جس سے کھل جائیگا سر دشمنوں کا ننگ و عار
جس سے ہو جائیگا اک فرقہ ذلیل و مبتذل
دوسرا پا جائیگا جس کے سبب سے افتخار
ایک جانب ہوگی شادی دوسری جانب غمی
اک طرف کی جیت ہوگی دوسری جانب کی ہار
ایک ہو گنج لحد میں دوسرا ہو سیج پر
ایک پہ رحمت کا سہرا دوسرا لعنت کا ہار
جو اکڑتے پھرتے ہیں وہ گھر میں چھپ جائیں خجل
یا نکل جائیں کہیں وہ زر درو دریا کے پار
ہر مخالف مولوی خاموش ہو اور سرنگوں
عورتوں میں جا چھپیں گھر کو سمجھ لیں وہ حصار
فتح کے ڈنکے بجیں یہاں دشمنو تمہیں بین ہو
واں ہو ماتم سطرف ہوں شادیو نکے اشتہار
پیشگوئی ویسی پوری ہو کہ دل اچھل جائیں سب
دشمنوں کو غیظ اور غصہ سے چڑھ جائے بخار
اندرونی اور بیرونی ہوں دشمن کل ذلیل
اسطرح قابو میں آئیں جال میں جیسے شکار
یہ تو ہونا ہے یقین ہے مجھکو تیری بات پر
ہاں مگر مجھکو نہیں ہے زندگی کا اعتبار
مہدی و عیسیٰ کو کرے یا الٰہی کامیاب
سب کرشمے اپنی قدرت کے دکھا کر مجھکو مار
اے میرے ناصر تو کر ناصر کی نصرت جلدتر
تا نہ ہو یہ بندہ عاجز ترا رسوا و خوار

چھوٹا منہ بڑی بات

نور احمد پنجابی لکھوکے کا رہنے والا ایک دفعہ قادیان میں آیا تھا - پھر واپس جاکر اسنے کچھ اشتہار دیے کہ میں نے قادیان جاکر مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب کو بلایا تھا وہ میرے مقابلہ پر نہیں آئے - میں نے یہ کیا وہ کیا - حالانکہ جب وہ قادیان میں آکر اپنے دوست مرزا امام الدین لال بیگی کے مکان پر اترا تھا تو میں قادیان میں موجود تھا - چھوٹا منہ اور بڑی بات ایسے کوچہ گرد لوگوں کی ہستی کیا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جیسے علامۃ الدہر اور حضرت سید عالم امام انام علیہ السلام کے مقابلہ پر آسکیں -

چند روز سے میں آنحضرت کے ارشاد سے اپنے وطن کشمیر چلا گیا تھا - اور مولوی سید سرور شاہ صاحب برادرم مولوی محمد حسین صاحب داتوی و خاکسار قصبہ شوپیاں میں ہم مولوی حسین شاہ غیر مقلد کی سرکوبی میں مصروف تھے کہ خدا کے فضل و کرم سے حسین شاہ کا قافیہ ایسا تنگ ہو گیا - اور علی رؤس الاشہاد وہ ایسا ذلیل ہوا کہ اسپر کھانا پینا سونا حرام ہو گیا - اسی اثنا میں نور احمد پنجابی نے سری نگر میں پہونچکر یہ لاف زنی شروع کی کہ میں احمدیوں کو جنگلوں میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں - شوپیاں سے حسین شاہ نے خبر پاکر اپنی دستگیری کے لیے مرتا کیا نہ کرتا نور احمد کو بلایا اور اس کی منت کی کہ حضرت میں تو بالکل ریش فش ذلیل ہو گیا کچھ آپ دستگیری کریں احمدیوں نے سخت شور ڈال رکھا ہے اور وہ غالب آگئے ہیں ان کے آگے کوئی پیش نہیں جاتی - نور احمد نے بامید نان و نمک اس خیال سے کہ کچھ دنوں روٹیوں کا سہارا لگے گا جو دن گذرے وہ غنیمت ہیں یہاں واں بگلی اور جگہ پھیری لگالیں گے دو روز کے بعد نور احمد ایک غیر مقلد کو ساتھ لیکر پاڑی پور پہونچا اگرچہ نور احمد بسبب اپنی جہالت کے قابل رحم تھا اور لائق خطاب نہ تھا لیکن غیر مقلدوں کے دماغ سے کبر نکالنے کے واسطے دوسرے روز ایک عام مجلس میں مباحثہ شروع ہوا - مباحثہ کیا ہونا تھا جناب مولانا سرور شاہ صاحب خدا کے فضل سے ایک فاضل اجل ہیں انہوں نے جس لیاقت اور عالمانہ طرز سے مسئلہ وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیا اسکو تو بیچارہ نور احمد سمجھ بھی نہیں سکتا تھا آخر کھڑے ہو کر بجز چند بیہودہ شکایتوں کے کچھ بھی بول نہ سکا - صرف اسکا جواب یہ تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی آنکھ اچھی نہیں - مرزا صاحب باغ کی سیر کرتے ہیں اس احمق کو یہ بھی خبر نہیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن نابینا تھا اور نابینا ہی وفات تک رہا قرآن میں بھی علاوہ حدیثوں کے اسکا ذکر ہے عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ کیا اس سے معاذ اللہ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شک ہو سکتا ہے ہاں نور احمد کے دل میں ضرور ہی شک ہوگا اور شک کیا انکار ہوگا - حدیثوں میں پڑھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کی سیر کو صدہا مرتبہ گئے قرآن میں اللہ تعالیٰ باغوں کی سیر کی بشارت دیتا ہے

الغرض دوسرے دن اسنے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اب مقابلہ میں نہیں آتا - غرضیکہ نور احمد کی کارروائی نے غیر مقلدوں کی شکست کو فاش کر دیا - نور احمد کا یہ پیشہ ہے کہ دربدر جھوٹ بولتا پھرتا ہے یہ درحقیقت جاہل ہے کچھ بھی نہیں کہتا پھرتا کہ میں نے احمدیوں کو فلاں فلاں مقام میں شکست دی اس کو دین کی کچھ بھی خبر نہیں اور ایک معمولی نحو کا مسئلہ یا صرف کا ایک قاعدہ بھی نہیں جانتا یہ تو کیا آج شرق سے غرب تک کسی مولوی یا پیر یا سجادہ نشین کی مجال نہیں کہ احمدیوں کے مقابلہ میں آوے -

الراقم عبد اللہ کشمیری

الحکم

کے تمام معاونین اور ناظرین فرداً فرداً
اس گذارش کو اپنے واسطے سمجھیں
اور غور و توجہ کے بعد جو کچھ ان کی
رائے ہو ہمیں اس سے اطلاع دیں
تو یہ بھی ان کا

فرض ہے

ہمارا اور آپ کا فرض

قَالَ المسیحُ الموعودؑ

دو روزہ عمر خود در کار دیں کوشید ای یاراں
کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

محترم ناظرین! السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - (۱) آج جس اہم اور ضروری امر کا تذکرہ میں آپ کے ساتھ چاہتا ہوں وہ ہم سب کی

متحدہ غرض

ہے اور اسی لیے میں اُمید کرتا ہوں کہ اس گذارش کو معمولی اور سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جائے گا بلکہ اسکو پورے غور اور فکر سے پڑھا جائے گا اور کوشش کیجائیگی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے فرض کو بخوبی سمجھ لے

۲- الحکم کے پہلے نمبر کی اشاعت کو پورے چار سال ہو چکے اور پانچویں سال کا یہ دوسرا نمبر ہے جو آپ کے معزز ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔

الحکم کا پہلا نمبر جب امرتسر سے شائع کیا گیا تھا اس وقت اخبارات کی جو حالت تھی اور دیسی پریس جس قسم کی آفتیں تنے کا اندیشہ تھا وہ اور الحکم کی اشاعت میں متعصب بکھائیں۔ قطع نظر ان حالات اور مشکلات کے خود ایڈیٹر اور پبلشر کی بے سر و سامانی اور کم بضاعتی ایک ایسی روک اسکی راہ میں تھی کہ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہوتا ہے انپر نظر کر کے مادی اور جسمی علوم کا ماہر الحکم کی نسبت پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ

چل نہیں سکتا

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے وہم اور گمان میں بھی وہ مشکلات اور رکاوٹیں نہ تھیں یہ یقین اور ایمان شہادت دیتا تھا کہ خدا تعالےٰ کی فوق العوق قدرتیں جن کے اسرار سمجھنے سے انسان عاجز ہے محض اپنے فضل سے کوئی کرشمہ دکھا کر رہیں گے

چنانچہ

میں نے اس پہلے نمبر میں مندرجہ ذیل فقرات لکھے تھے
"جب توکلت علی اللہ پہ آغاز کیا پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کا گو موجودہ حالت اور بے سر و سامانی ہمکو ڈراتی اور دھمکاتی ہے مگر با اینہمہ ہمکو یقین اور کامل یقین ہے کہ اگر ہم محض نیک نیتی اور ملکی خیر سگالی اور بنی نوع انسان کی سچی بھلائی کے لیے الحکم کو جاری کرتے ہیں تو کامیاب ہوں گے اور ضرور کامیاب ہوں گے"

میں نے ان فقرات کو صرف اس لیے نوٹ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اب تک الحکم کو پڑھتے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید کو مشاہدہ کریں۔ یہ امر کہ الحکم کی اس قسم کی غیر معمولی تائید میرے کسی حسن عمل کا نتیجہ تھی ؟ میرا ایمان ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ محض خدا کا فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی ایک دلیل ہے جو کم از کم میرے ازدیاد ایمان کا موجب ضرور ہوئی ہے۔

اس حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرنے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے الحکم کو ایک حد تک کامیاب صورت میں دیکھ لیا و ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

مسیح موعود کی کامیابیوں کے پرتو کی ایک جھلک الحکم پر بھی پڑی کیونکہ اس کے ساتھ بلحاظ نام اور کام کے وہ اپنی نسبت ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور اس لیے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

۳- الحکم کا اجرا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کیا گیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ ایک حد تک ان کو پورا کرتا ہے۔ اس امر کا تذکرہ کہ الحکم نے ان چار سال میں قوم کی کیا خدمت کی ؟ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچانے میں وہ کہاں تک شریک ہوا ؟ کس قدر آدمیوں نے الحکم کے مضامین پڑھکر فائدہ اُٹھایا اور اپنی حالت میں کوئی نمایاں تبدیلی کی ؟ اور کسقدر روحوں نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت پر اطلاع پائی ؟ اور کسقدر حقائق اور معارف (جو خدا کے برگزیدہ اور مامور کے منہ سے نکلے یا ان بزرگان ملت کے منہ سے نکلے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہیں) کی اشاعت ہوئی ؟ ایک لمبی داستان ہے جو ان دو چار کالموں میں سما نہیں سکتی اور اس لیے بھی اور اسی بنا پر میں اسکو سردست ملتوی کرتا ہوں کہ جب تک الحکم کی موجودہ فایل زمانہ کے ہاتھ میں ہیں وہ ایک تندہ تکبیر اور خود بولنے والے ہیں

چونکہ میرا ایمان ہے کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہے اور اس کے وصایا اور کلمات ضرور ضرور محفوظ رہیں گے اس لیے الحکم کے یہ فایل محض ان گرانبہا موتیوں کے امین ہونے کی وجہ سے نہ اپنی کسی خوبی کے باعث ضرور کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رہیں گے۔ پس مجھے ضرورت نہیں کہ ان خدمات کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش کروں۔

۴۔ میں نے بندگان ملت اور پیران طریقت سے الحکم کی نسبت بارہا قیمتی اور گرانقدر رائیں سُنی ہیں اور بہت سے خطوط میرے پاس پہونچے ہیں جن میں الحکم کی خوبیوں اور مفاد کا اعتراف کیا جاتا ہے مگر میں نے شاید ایک آدہ مرتبہ کے سوا کبھی پسند نہیں کیا کہ ان تحریروں اور بیش قیمت راؤں کو پبلک میں پیش کروں محض اس خیال کی بنا پر کہ حقیقت میں جو خدمت مجھے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قوم کی کرنی چاہیے تھی میں پورے طور پر اس سے عہدہ برا نہیں ہوا۔

اس لیے میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس کریڈٹ کا مستحق نہیں سمجھتا جو ان تحریروں میں مجھے دیا جاتا ہے۔

ہاں

ان تحریروں کو پڑھ کر اور ان راؤں کو سنکر میں نے اتنا نتیجہ ضرور نکال لیا کہ

مسیح موعود اپنے دعویٰ میں

ضرور خدا کی طرف سے ہے کیونکہ یہ شکر گذاری کی روح جو قوم میں پہونچی گئی ہے یہ آ نہیں سکتی جب تک شکور خدا سے تعلق رکھنے والا کوئی مامور جذب وکشش کی قوت والا اسے کھینچنے والا نہ ہو اور تخلقوا باخلاق اللہ کا پورا نمونہ ہمپر اثر نہ ڈالے۔

الغرض

الحکم کی اشاعت اور اجرا کی جو غرض تھی اس کے پورا کرنے کے لیے بحیثیت ایڈیٹر کی ناچیز خدمات گو کچھ بھی ہستی نہ رکھہ سکتی تھیں مگر میں کیوں ناسپاس بنوں؟ اور کیوں اعتراف نہ کروں کہ قوم نے میری ناچیز خدمات کے مقابلہ میں بہت بڑی قدر کی

لیکن

میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایک طرف مجھے اپنے فرائض میں سے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے قوم کو بھی اپنے فرض کی طرف پوری توجہ کی ازبس ضرورت ہے

۵۔ میرا اور آپکا فرض کیا ہے

یہ سوال صرف چند لفظوں میں حل ہوسکتا ہے میں الحکم کو اس سے بھی زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی سعی کروں

اور

آپ مجھے اس قابل بنا دیں کہ ایسی کوشش کرسکوں۔

میرا اور آپ کا کام صرف سعی ہے اور اس کا اتمام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پس اپنی مساعی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں

مگر

میرا خیال ہے کہ یہ مختصر سا جملہ جو اس ساری گذارش کے اہم مقصد کے جواب میں ہے اپنے دوسرے حصہ میں کسی قدر تصریح کا محتاج ہے۔

اس لیے

میں چاہتا ہوں کہ اسے مختصراً عرض کردوں

اول ہر خریدار اپنی قیمت وقت مقررہ پر ہر حال میں ادا کردے۔

دوم۔ ہر خریدار اسکی توسیع اشاعت میں سرگرم سعی کرے اور اگر وہ ہر مہینہ ایک جدید خریدار بہم نہ پہونچا سکے تو کم از کم سہ ماہی وار ہی ایک ایسا جدید خریدار دے جو اس کے نقش قدم پر چلکر اپنے دل میں یہ عہد موثق کرے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک کہ اسیطرح کے اور خریدار نہ دے لے۔

سوم۔ جو لوگ ذی مقدرت اور اہل دول ہیں وہ اپنی حیثیت کے موافق الحکم کو امداد دیں اور ہر حال میں اسے پیش نظر یہ رکھیں

ز بذل مال در رہش کسی مفلس نمیگردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

چہارم جہاں تک ممکن ہو اور کسی کے حیطۂ اقتدار میں ہو وہ مطبع کو چھپائی کے کام سے مدد دیں

پنجم جن خریداروں کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہو وہ بدون تقاضا ادا کر دیا یا مطبع کی طرف سے جو وقت وی پی رسید وصول بقایا کے لیے پہونچے اسی وصول کرلیں۔

یہ امور خمسہ ہیں جن پر عمل کرنا ہر ایک خریدار کا فرض ہے اور چونکہ سال رواں کے اختتام میں صرف دو مہینے باقی ہیں تو حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کا اخبار ۱۹۱۰ء کی قیمتوں کے وصول کرنے کے لیے وی پی روانہ کیا جاویگا اسلیے ضروری ہے کہ اس موقع ادائے قیمت کے فرض کو اس سے بڑھ کر مستعدی کے ساتھ ادا کیا جاوے جو سال گذشتہ میں ظاہر کی گئی تھی۔

اس کے بعد میں چند الفاظ

تفسیر القرآن

کے متعلق بھی عرض کرنا چاہتا ہوں تفسیر القرآن کا پہلا پارہ جس قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے وہ اس کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں اور میں خطاب میں ان کو ہی مخاطب کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ ایک خدمت ہے آپ اپنی استطاعت کے موافق اسمیں شریک ہوں

ای بیخبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

پہلے پارہ کی اشاعت کے بعد جب میں نے دوسرا پارہ لکھنا شروع کیا تو اس خدمت قرآن کی ضرورت اور اہمیت ہی تھی کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے باوجود اپنے امراض کے حملوں اور ضعف و نقاہت کے اس خدمت کو محض

خدا کے لیے

اپنے ذمہ لیا۔ کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ جو میرے مسودہ کی اصلاح کیا کرتے ہیں (اور سچ پوچھو تو ان کی ہمت بڑھانے سے میں نے اس کام کو شروع کیا تھا) انکی اصلاح اور نظر ثانی کے بعد آپ بھی اس مسودہ کو بڑے غور اور فکر سے پڑھتے ہیں اور جہاں مناسب اور ضروری اصلاح کے بعد پھر حضرت حکیم الامت کو اپنے اصلاح کردہ

مسودہ کو دکھا دینے کا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اس اصلاح کے بعد مسودہ کاتب کو دیا جاتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ صحت کا لحاظ رہے اور پھر نظر ثانی ہو جائے آپ پروف پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا فرماتے ہیں محض اسلیئے کہ وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنے دل میں ایک غیر معمولی جوش اشاعت علوم حقہ کا رکھتے ہیں ۔ جن کی اس قسم کی علمی خدمات کی جزا خدا ہی ہو سکتا ہے

بہر حال

تفسیر القرآن کی طیاری اور اس کے اہتمام میں حتی الوسع پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن بسا اوقات حوصلہ پست ہو جاتا ہے جب مالی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے

اس لیے

محض اس امر کی بنا پر کہ اس کام کی راہ میں مالی رکاوٹ نہ ہو میں خریداران تفسیر القرآن سے ایک درخواست کرتا ہوں اگر وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ وہ اسپر توجہ نہ کریں ۔ کہ انہیں سے ہر واحد جسقدر جلدوں کا خریدار ہے وہ ایک پارہ کی قیمت پیشگی جمع کرادے اور آئندہ ہر پارہ کی قیمت دیتا رہے اسوقت تک کہ تفسیر القرآن کا اپنا سرمایہ ہو جائے

اسی کام کے لیے بھے زیادہ سے زیادہ چار سو روپے کی ضرورت ہے ۔ اور اگر صرف وہ افراد ہی جو دس دس یا پانچ پانچ یا پچاس جلد کے خریدار ہیں توجہ کریں تو یہ سرمایہ جمع ہو سکتا ہے ۔ میں دیکھونگا کہ کہاں تک اس معاملہ پر توجہ کی جاتی ہے

اب میں اس مضمون کو اسپر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اپنے فرض کو سمجھیں اور ادا کر سکیں ۔ آمین

میں ہوں آپ کا خدمت گذار دلی
خاکسار یعقوب علی
احمدی ۔ ایڈیٹر الحکم

دارالامان

۱ ۔ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مع جمیع اہل بیت بفضلہ تعالی بخیریت ہیں ۲۲ ۔ اکتوبر کو بعض تعیب اور کسی قدر طبیعت ناساز تھی مگر اب بالکل تندرست ہے ۔

۲ ۔ اس ہفتہ میں لاہور سے میرا فودین صاحب مع اپنے تمام کنبہ کے تشریف لائے اور ایسا ہی شیخ مولا بخش صاحب کلرک لاہور سے اور امرت سر سے شیخ احمد حسین صاحب مراد آبادی اسسٹنٹ ایڈیٹر وکیل امرتسر سے اور چودھری رستم علی خانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب دہلی سے تشریف فرمائے قادیان ہوئے ۔ کلکتہ کے احباب ۲۲ اکتوبر کو واپس تشریف لے گئے

۳ ۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی حسب الارشاد حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی کتاب عصاء موسےٰ کا ایک لطیف جواب لکھ رہے ہیں خدا تعالیٰ انکی نصرت روح قدس سے کرے

۴ ۔ جس قاعدہ کا گذشتہ اشاعتوں میں اشتہار ہوا تھا وہ مکرر ترمیم کے بعد طبع ہونا شروع ہو گیا ہے ۔

۵ ۔ آسمانی فیصلہ دوبارہ طبع ہو رہا ہے صرف دو تین کاپیاں باقی ہیں اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جائے گا قیمت ۲ ؍ فی جلد علاوہ محصولڈاک ہوگی خریدار جلد لے لیں کیونکہ ۴۰۰ جلد چھاپی گئی ہے ۔ درخواست دفتر الحکم یا حکیم فضل الدینصاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہیے ۔

۶ ۔ ازالۃ الاوہام کی طبع ثانی کا انتظام ہو گیا ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس نے امتحان کے کورس میں داخل کر دی ہے اور مطبع میں اس کی ایک کاپی بھی موجود نہیں اس لیے بہت جلد اسکا دوسرا اڈیشن طبع ہو جائے گا اور صرف ۴۰۰ طبع ہوگا درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہییں

(۷)

ایک عظیم الشان نشان

اور

احیاء موتیٰ

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سررشتہ دار کمیٹی انتظامی کونسل سنگرور ریاست جیند پانچ مہینہ سے سخت بیمار تھے بیماری کی حالت میں سنگرور سے بمشکل دارالامان حضرت امام کے قدموں میں حاضر ہوئے چونکہ انکو اپنی زندگی کا بالکل بھروسا نہیں رہا تھا اور زیست سے قطع امید کرکے اس نیت سے کہ امام کے قدموں میں جان نکلے آپڑے یہاں بھی علاج ہوتا رہا اور کوئی فائدہ کی صورت نظر نہ آئی ایک روز وہ سخت بیمار ہوئے یعنی ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ظہر کیوقت سے انکی حالت متغیر ہو گئی رانوں تک پیر اور مونڈھوں تک ہاتھ ٹھنڈے سرد ہو گئے بہت کچھ تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی عشاء کا وقت آگیا اور حالت خراب ہوتی گئی رات کے گیارہ بجے وہ حالت پیدا ہوئی جو مایوسی کی حالت تھی اور ضعف بدن بیجان ہو گیا اور قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے نبض ایسی کمزور ہوئی کہ گویا ایک کیڑی کی چال سے بھی کم تھی قاضی صاحب نے اپنا آخری وقت قطعی جان لیا اور یقین ہو گیا کہ اب زیست کا پیالہ لبریز ہو گیا کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے امام کی تصدیق کی تجدید کی اور اپنے آپ کو خدا کی طرف لگایا یہ آخری حالت دیکھکر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی گھبرائے اور حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر

ہوئے حضرت امام علیہ السلام کو جگا کر یہ
ماجرا عرض کیا کہ اب قاضی صاحب کا
آخری وقت ہے حضرت اقدس نے
تین دوائیں اپنے پاس سے اسی وقت
تیار کرکے صاحبزادہ صاحب کو عنایت
کیں اور خود دعا کی کچھ منٹ ہی گذرے
ہوں گے جو حضرت کو دو رویا مبشر
اور ایک الہام ہوا وہ الہام یہ ہے
ھٰذَا عِلَاجُ الْوَقْتِ وَالتَّرْبِیْبِی
اس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ جو علاج آپ
نے کیا یہ ایسی ہی اس وقت کا علاج
ہے اور وہ بھی جو زہروں کو دور کرنے والی
ہے اس کا استعمال کرو۔ سو حضرت اقدس
صبح کے وقت تربیبی اپنے ساتھ لائے
اور اس کے استعمال کا حکم دیا۔ یہ یقینی
بات ہے کہ ادھر حضرت اقدس نے دعا
کی اور ادھر الہام اور رویا ہوا اور ابھی
وقت جو ایک منٹ کا فاصلہ بھی بیچ
میں نہیں بتا سکتے قاضی صاحب میں روح
داخل ہو گئی اور آناً فاناً میں تندرست
ہو گئے اور اب خدا کے فضل سے تندرست
ہیں صرف ضعف باقی ہے یہ احیاء موتی
امام کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے
ہوا۔ اور یہی احیاء موتی کی حقیقت ہے
جو اس وقت ہماری نظروں کے سامنے ہے
وہ لوگ کہاں ہیں جو اس عظیم الشان امام
پر اعتراض کرتے تھے کہ مسیح کو جنے اور
مسیح کی طرح ایک بھی مردہ زندہ نہ کیا
وہ آئیں اور دیکھیں اور خود قاضی صاحب
موصوف اور پیر صاحب اور انکے ہمراہیوں
سے یا یہاں کے رہنے والوں سے
اس حقیقت اور احیاء موتی کی کیفیت
کو دریافت کریں حضرت مسیح کے مردوں کو
زندہ کرنے کی یہی حد ہے جو اس سے زیادہ
بیان کرے وہ کاذب ہے یہ خدا تعالیٰ
کی سنت سے بعید ہے کہ کوئی مر جائے اور
قبر میں داخل ہو جائے اور گل سڑ کر قبر میں
نام و نشان نہ رہے اور وہ پھر زندہ ہو کر
اللہ تعالیٰ نے یہ ہرگز اپنے قانون قدرت
میں نہیں رکھا حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ قرآن شریف کی آیت اسپر
شاہد ناطق ہے۔

۸۔

بیعت

حاجی شاہ عبد القادر صاحب چشتی قادری صابری
نظامی جن کی عمر ۸۰ برس کی ہے قوی مضبوط
ساکن علیپور [illegible] حضرت خان دریوزہ پشوری
اور حضرت پیر بابا صاحب رئیس الاولیاء کابل
کی اولاد میں ہیں خود صاحب ارشاد ہیں اور
دور دراز تک سیکڑوں آپ کے مرید ہیں
ایک مہینہ تک حضرت امام علیہ السلام کی
صحبت میں رہے اور بعد بصیرت کامل
اور تفہیم تام حضرت اقدس سے مشرف
بہ بیعت ہوئے آدمی باخدا اور زندہ دل
شب بیدار صاحب علم ہیں۔

مولوی شیخ عنایت حسین صاحب مراد آبادی
جن کا نام کسی پہلے نمبر میں غلطی سے مولوی
عنایت اللہ صاحب لکھا گیا تھا یہ صاحب
علم دوست ہیں ایک مدت سے حضرت امام علیہ السلام
کی صحبت میں رہتے تھے پوری بصیرت اور سمجھ
سے امام کی بیعت اختیار کی مولوی صاحب
دیندار متقی شخص ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر وہ چاہے
کرے افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس
امام آخر الزمان کی شناخت سے بے
بہرہ ہیں اور مَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ
فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ کی وعید سے
بے خوف ہو رہے ہیں

شیخ سعید اللہ صاحب ساکن کنڈیارہ ضلع کٹک
شیخ انعام اللہ صاحب ،، ،، ،،
شیخ گوہالی صاحب ،، ،، ،،
مرزا عبد القادر بیگ صاحب ،، ،،
شیخ امیر اللہ صاحب ،، ،،
شیخ نسیم الدین صاحب ،، ،،
شیخ عبد العلیم صاحب ساکن چودہ کلاٹ ،،
شیخ تفضل الرحمن صاحب ،،
شیخ رحمت اللہ صاحب کنڈیارہ ،،
سید ضیاء الحق صاحب۔ گوپالپور ،،
ڈاکخانہ ساہنپور ماتحت صالح پور
سب انسپکٹر اسکول کنڈیارہ ،،
عنایت اللہ صاحب نمبردار ساکن حیدر کی راجپوتاں
ڈاکخانہ نارووال ضلع سیالکوٹ

واقعات

سزا پانی پت ضلع کرنال میں ایک مہاجن
نے کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض دیا تھا
لیکن بعد میں روپیہ وصول کر کے رسید
بھی لکھکر دیدی چنانچہ مہاجن مذکور نے
کچھ عرصہ بعد اس شخص پر اپنے قرضہ کی
نالش عدالت میں دائر کردی لیکن عدالت
سے اس کا دعوی جھوٹا ثابت ہوا۔ لہذا
جھوٹا دعوی دائر کرنے کے جرم میں مہاجن
مذکور تین ماہ قید سخت اور ایکہزار روپیہ
جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے۔

دربار دہلی یہ بات قطعی طور سے
طے پا چکی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی
میں شاہ عالم پناہ کی مسند نشینی کا عالیشان
دربار منعقد کیا جائے گا۔ اس کے
متعلق تیاریوں کا سلسلہ ابھی سے
سوچنے لگے ہیں۔ اس دربار میں تمام
ہندوستان کے والیان ریاست اور
روسا اور زمیندار اور درباری معززین
مدعو کیے جاویں گے۔ دہلی اپنے دربار کی
کی معقول گنجائش پائی جاتی ہے۔
اس کی بڑی نظیر لارڈ لٹن صاحب کا
دربار قیصری ہے۔ لیکن یہ دربار شان
وشوکت میں اس دربار ۱۸۷۷ء سے
بھی بڑھ کر ہوگا اس کی رونق کے
سلسلہ کا لطف اہل دہلی پانچ چھ
ماہ تک اٹھائیں گے

آدمی کی جسمانی حرارت ایک
تندرست آدمی کے جسم کی حرارت
۹۰ ¾ ڈگری سے لیکر ½ ۹۸
ڈگری تک ہوتی ہے دو بجے صبح سے
چار بجے صبح تک حرارت سب سے کم
ہوتی ہے اور چار بجے شام سے چھ بجے
تک سب سے زیادہ ہے مختلف اوقات
میں جسم کو کیسی ہی سردی یا گرمی محسوس
ہو لیکن اصلی حرارت ایک درجہ
بھی کم و بیش نہیں ہوتی۔ خواہ تندرست
انسان گرم ملک میں ہو خواہ سرد ملک
میں لیکن اس کا اثر حرارت پر نہیں پڑتا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا۔

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز لاہور میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف۔ بصارت تاریکی چشم۔ دھندجالا۔ پڑوال جُنبہ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی بہانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ ۔۔۔ میمیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۔۔۔ خاص میمیرا فی ماشہ ۔۔۔ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۔۔۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں (ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ بر ۔۔۔ امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نفخ دینے والی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اچار ترش سے پرہیز لازمی ہے جہاں تک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال میمیرا بحساب ایک رتی خاص میمیرا دو تولہ مصری کھرل قسم کے سرمہ میں حل کر کے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے تو اس کارخانہ سے بحساب ۔۔۔ فی تولہ منگوا سکتے ہیں (پرہیز) ترش گرم اور نفخ دینے والی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے نقلی وجعلی میمیرے کے سرمہ کے اشتہاروں کو ۔۔۔

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ان سب سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب۔ واضح ہو کہ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ مشتری خود سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر دھ پائی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سے فائدہ ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرمادیں۔

راقم

میرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور

بتعلیم وہ خوب تشریف ہو کر میں نے جناب سے سفید میمیرا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پھولے دور ہوگئے خود مجھکو پڑوال بیماری تھی۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے۔ اور کار بنیان وا آنکھ کا ڈیلہ بالکل

خراب ہوگیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہوں۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ میمیرے کا بذریعہ قیمت طلب پارسل اور بھیجدیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر
مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ
تحصیل مانسہرہ

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے ۔۔۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے

(اشتہار) پراندے۔ ازاربند سیج بند وغیرہ ریشمی شیخ

(الحکم احمدیہ پریس قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا)

بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی - بات یہ ہے کہ چونکہ ہمکو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن مین تبلیغ کرنی منظور تھی - لیکن چونکہ یہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے - جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہون اور اس کے لئے انکے ہان علم تصویر مین بڑی بہاری ترقی کی گئی ہے وہ کسی شخص کی تصویر اور اس کے خط و خال کو دیکھکر رائے قائم کر لیتے ہین کہ اس مین راستبازی - قوت قدسی کہانتک ہے؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق انہیں اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے - پس اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تھی جس کو ان لوگون نے جو خواہ مخواہ ہر بات مین مخالفت کرنا چاہتے ہین اس کو بڑے بڑے پیرایون مین پیش کیا - اور دنیا کو بہکایا - مین کہتا ہون کہ ہماری نیت تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی - اگر یہہ نفس تصویر کو ہی برا سمجھتے ہین - تو پہر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکہین -

بلکہ بہتر ہے کہ آنکہین بھی نکلوا دین کیونکہ ان مین بھی اشیا کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے یہہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ افعال کی تہ مین نیت کا ہی دخل ہوتا ہے -

الاعمال بالنیات پڑہتے ہین مگر سمجھتے نہیں - بھلا اگر کوئی شخص محض ریاکاری کے لئے نماز پڑہے تو اس کو یہہ کوئی مستحسن امر قرار دین گے ؟ سب جانتے ہین کہ ایسی نماز کا فائدہ کچھہ نہیں - بلکہ وبال جان ہے تو کیا نماز بری تھی ؟ نہیں اسکے بد استعمال نے اس کے نتیجہ کو برا پیدا کیا -

اسیطرح

پر تصویر سے ہماری غرض تو اسلام کی دعوت مین مدد لینا تھا - جو اہل یورپ کے مذاق پر ہو سکتی تھی - اسکو تصور شیخ بنانا اور کچھہ سے کچھہ کہنا افترا ہے - جو مسلمان ہین انکو اسپر غصہ نہین آنا چاہیے تہا جو کچھہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے - وہ حق ہے اگر مشایخ کا قول خدا اور رسول کے فرمودہ کے موافق نہیں تو

نکالا ئے بدبریش خاوند

تصور شیخ کی بابت پوچھو تو اس کا کوئی پتہ نہیں - اصل یہہ ہے کہ صالحین اور فانین فی اللہ کی محبت ایک عمدہ شے ہے - لیکن حفظ مراتب ضروری ہے -

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس خدا کو خدا کی جگہ رسول کو رسول کی جگہ سمجھو اور خدا کے کلام کو دستور العمل ٹھیرالو -

بحث زیادہ چونکہ قرآن شریف مین اور کچھہ نہیں کہ **کونوا مع الصادقین** پس صادقون اور فانی فی اللہ کی صحبت تو ضروری ہے - اور یہہ کہین نہ کہا گیا کہ تم اسے ہی سب کچھہ سمجھو - اور یا قرآن شریف مین یہہ حکم ہے **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اس مین یہہ نہیں کہا گیا کہ مجہی خدا سمجھہ لو - بلکہ یہہ فرمایا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی **اتباع کرو** - اتباع کا حکم تو دیا ہے مگر تصور شیخ کا حکم قرآن مین پایا نہیں جاتا -

سوال - جو تصور شیخ کرتے ہین وہ کہتے ہین ہم شیخ کو خدا نہین سمجھتے

جواب - مانا کہ وہ ایسا کہتے ہین - مگر بت پرستی تو شروع ہی تصور سے ہوتی ہے بت پرستی ہی بڑہتے بڑہتے ہی اس درجہ تک پہونچا ہے پہلے تصور ہی ہوگا پہر یہہ سمجھ لیا کہ تصور قائم رکہنے کے لئے بہتر ہے تصویری بنالین اور پہر اسکو ترقی دیتے دیتے پتھر اور دہاتون کے بت بنانی شروع کر دئے - اور ان کو تصویر کا قائمقام بنالیا - آخر یہانتک ترقی کی کہ ان کی روحانیت کو اور وسیع کر کے ان کو خدا ہی مان لیا - اب نرے پتھر ہی رکھہ لیتے ہین - اور اقرار کرتے کہ منتر کے ساتھہ ان کو درست کر لیتے ہین - اور پرمیشر کا حلول ان پتھرون مین ہو جاتا ہے اس منتر کا نام انہون نے **اواہن** رکہا ہوا ہے -

مین نے ایک مرتبہ دیکھا کہ میرے ہاتھہ مین ایک کاغذ ہے - مین نے ایک شخص کو دیا کہ ہو فقیر ہو - تو اس نے کہا اسپر **اواہن** لکھا ہوا ہے مجھے اسے کراہت آئی - مین نے اسے کہا کہ تو پھر دکہا - جب مین نے پھر ہاتھہ مین لیکر دیکھا تو اسپر لکھا ہوا تھا -

اروت ان استخلف فخلقت آدم

اصل بات یہہ ہے کہ خدا تعالے کا خلیفہ جو ہوتا ہے ردائے الٰہی کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے آدم کے لئے فرمایا کہ **نفخت فیہ من روحی** اسی طرح پر غلطیان پیدا ہوئی ہین لیکن اصول کو نہ سمجھا کچھہ کا کچھہ بگاڑ کر بنالیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ شرک اور بت پرستی نے اس کی جگہہ لی ہماری تصویر کی اصل غرض وہی تھی جو ہم نے بیان کر دی کہ لنڈن کے لوگون کو اطلاع ہو - اور اسطرح پر ایک اشتہار ہو جاوے

(باقی آئندہ)

مختصر نوٹ اور نکات

ہدایت کی راہ معلوم کرنے کے لئے خدا نے ایک **تثلیث** رکھی ہے اول سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ مین عام لوگون تک پہونچتا ہے جنکی ہدایتون کو جزو دن پر ایمان لانا مومن کا کام ہے اور ان کا مخزن اتم قرآن شریف ہے -

دوم - سلسلہ معقولات کا جسکا منبع اکثر ماخذ دلائل عقلیہ ہین - **تیسرا** سلسلہ آسمانی نشانون کا جسکا پر چشمہ نبیون کے بعد **امام الوقت** ہوتا ہے پس یہہ ایک تثلیث ہے جس سے ہم **ہدایت** کے چشمہ کو معلوم کر سکتے ہین

مگر

کیا عیسائی تثلیث کو مانتے ہوئے اس معیاری تثلیث کے روسے **ہدایت** کے وارث ثابت ہو سکتے ہین ؟

یہہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لئے ہمین عیسائی عقاید کی **پرتال** ضروری ہے مثلاً اگر عیسائیون کے جسمانی اور محدود خدا **یسوع** کو اس معیار پر پرکھا جاوے اور پہلی کتابون مین ان کے اس عقیدہ کی تلاش کی جاوے تو یقیناً کوئی پتہ نہ ملیگا اگر کسی کو شک ہو تو تورات پڑہکر یا یہودیون سے پوچھہ لے -

پس

اس معیار پر تو یسوع کی **خدائی** پوری نہیں اتری اگر دوسرے معیار پر اس کو کسین یعنی عقل کے محک پر تو دیکھو

بھی صاف جواب ملتا ہے کیونکہ عقل کبھی تجویز نہیں کر سکتی کہ کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب کے لوازمات کا محتاج۔ بھوک سے تنگ آنے پر بے بہارے انجیر کے پھل تلاش کرنے والا۔ منہ پر تھپڑ کھانیوالا۔ کمزور و ناتوان انسان خدا ہو سکتا ہے۔

اب رہا تیسرا ذریعہ نشانات حقہ کا ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیحی مانتے ہیں۔ کہ ان میں آج ایک بھی نہیں جو نشانات دکھلا سکے۔

پھر

ہم عیسائیوں ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ کس بنا پر ہمیں **یسوع** کی خدائی منوانا چاہتے ہیں۔

عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع ناصری ہمارے لئے مرا۔ اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ گورکھ دھندا نہیں آتا۔ کیونکہ کفارہ کی غرض یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ گناہ سرزد ہی نہ ہوں یا یہ کہ تمام گناہ ہمیشہ معاف ہوتے رہیں۔ عیسائی دنیا پر احسان کریں۔ اگر اس راز کو سمجھا سکیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پہلی صورت تو بدیہی البطلان ہے۔ جبکہ یسوع ناصری کے رفیق حواری بھی باوجود اس کی صحبت کے گناہ سے نہ بچ سکے۔ تو اسقدر بُعد زمانہ میں بچنا تو قریباً ناممکن ہے اور پھر یورپ کے ممالک کا نظارہ اس خیال کی اور بھی تائید کرتا ہے۔

رہی دوسری صورت کہ ہمیشہ گناہ معاف ہوتے رہیں۔ اور کسی چوری یا خون یا ڈاکہ کی سزا نہ دیجاوے یہ خیال شریعت کی پاکیزگی کے صریح خلاف ہے اور ابدی احکام الٰہی منسوخ ہو جاتے ہیں علاوہ بریں ہم نے کبھی کسی پادری سے نہیں سنا۔ کہ وہ اباحت کی تعلیم دیتا ہو۔ کیا عیسائی بتلا سکتے ہیں۔ کہ ان کے ہاں سب کچھ جائز ہے۔

پیر چارک ۔ لکھتا ہے کہ فرانس کے ایک مشہور عیسائی درویش ایک خاص قسم کی شراب کے اجزا جانتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو شراب کی بدولت بڑی بھاری آمدنی ہے ہم کہتے ہیں۔ کہ کہیں اس قسم کی جدید تحقیقاتیں اس راز کو نہ کھول دیں جو مسیح کے شراب بنانے کے معجزات کی تہ میں ہو۔

اسی اخبار نے لکھا ہے کہ عیسائیوں میں تیرہ ۱۳ آدمیوں کا ایک دسترخوان پر بیٹھنا نحس سمجھا جاتا ہے جس دن عیسیٰ کو پھانسی دیا گیا ہے اس سے پیشتر رات کو آخری کھانے پر عیسیٰ اور اسکے بارہ حواری بیٹھے تھے تو ان میں سے ہی ایک نے عیسیٰ کو پکڑوا دیا تھا۔

گو تیرہ ۱۳ کا اجتماع پہلے ہی سے منحوس سمجھا جاتا تھا لیکن اس واقعہ سے عیسائیوں میں تیرہ کا دسترخوان پر بیٹھنا زیادہ بدقسمتی کا نشان سمجھا جانے لگا۔

یہ وہم اسقدر زبردست ہے کہ اب تک بڑے سے بڑے تعلیم یافتہ عیسائی تیرہ اکٹھے ہو کر بیٹھنا نامبارک سمجھتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ اس پر بھی تعجب ہی سا آتا ہے اگر یسوع ناصری واقعی گناہوں کا کفارہ ہونے آیا تھا تو یہودا اسکریوطی نے تو احسان کیا کہ بہت جلد اس کے مشن کو پورا کر دیا وہ ثواب کا مستحق ہونا چاہیے نہ عذاب کا۔

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہ یسوع نے اٹھا لئے۔

پس

اس لحاظ سے ان کثیر گناہوں کی مزدوری بیچارے یسوع کو **ابدی موت** ملے گی۔ یا نہیں؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے مگر ایک اور بھی تعجب ہے۔ کہ باوجودیکہ خدا کا برہ (بہ اصطلاح انجیل) عیسائیوں کے گناہ اٹھا لے گیا۔ پھر بھی ہم عیسائیوں کے قبرستان آباد دیکھتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ معاملہ ہے کیا

نور افشاں جو لدھیانہ کا عیسائی اخبار ہے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کے ایڈیٹوریل کالم میں فرانکس ایک **جھوٹے مسیح** پر ریمارک کرتا ہوا **حضرت مسیح موعود** کا بھی ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ "ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ لوگ عمداً دنیا کو ٹھگنے کے لئے مسیح ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور عام لوگ ایسے لوگوں کی چالاکیوں میں آکر اپنا بہت سا روپیہ دینے کو طیار ہو جاتے ہیں"۔

جو لوگ دنیا کو ٹھگنے کے لئے اس قسم کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں ان کا انجام اور حشر خود ان کی تکذیب کرتا ہے اور ان کے مفتری ہونے پر مہر کر دیتا ہے جیسا کہ فرانکس مسیح کا حشر ہوا۔

لیکن اگر نور افشان کے ایڈیٹر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ دعوے روپیہ ٹھگنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ تو غالباً ایڈیٹر صاحب کو مشکل ہوگی۔ کیونکہ انہیں ماننا پڑے گا کہ یسوع ناصری کا دعوےٰ بھی کچھ ایسے رنگ میں ہوگا۔ اور یہودیوں نے اسی لئے ان کی مخالفت کی اور انہیں مجرم بنا کر رومی سلطنت کے حوالہ کیا کیونکہ ایسا ٹھگ جب تک ایک بار چل نہ گیا ہو۔ دوسرا کب اسے اختیار کر سکتا ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں کی عقل و دانش پر کہ یہ جو باتیں کرتے ہیں بودی اور کمزور ہوتی ہے مختلف مقامات پر لوگوں کا اس وقت مسیح ہونے کا مدعی ہونا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے نزول کا وقت یہی ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

پس

مسیح موعود کو بھی اس کے کاموں سے شناخت کرو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کاذب مدعیوں کا حشر کیا ہوا ہے؟ اور یہ خدا کا **صادق** اور برگزیدہ کس طرح بیس سال سے پکار پکار کر دعوت کر رہا ہے اور آئے دن ترقی کر رہا ہے۔

امیر کابل کی وفات پر ایک مسلمان اخبار نے امیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امیر مرحوم نے افغانستان کو تخت ستان بنا رکھا تھا اسکے افغانوں

کی ازادی اور حمیت کو بہت کچھ زایل کر دیا اور اگر وہ چند برس اور زندہ رہتا تو افغانوں سے یہہ وصف بالکل معدوم کر دیتا"

اگرچہ ہمکو افسوس ہے کہ امیر صاحب نے اس **موعود** کا زمانہ پایا جس کی انتظار اور آرزو مین کروڑہا انسان گذر گئے تھے اور اس سے فایدہ نہ اٹہایا۔ مگر سیاسی حیثیت سے امیر کی اعلیٰ قابلیتوں کا اعتراف سبکو کرنا پڑا ہے اور اس لحاظ سے بہی کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کا صادق خیر خواہ تہا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس **اسلامی** پرچہ کا مقصد اس قسم کی رائے کے اظہار سے کیا ہے؟

بہتر ہوگا اگر وہ خود ہی اس کی مزید تشریح کر دے کیا اس کی رائے مین امیر کابل کو **مسٹر کروگر** کے نقش قدم پر چل کر آزادی کو خون سے خرید نا چاہیے تہا؟ یا سرحد کے مشورہ پشت وحشی افغانوں کی طرح آئے دن امن مین مخل ہونا چاہیے تہا ہمین اگر ان فقرات کا کوئی واضح مفہوم سمجھ مین آسکتا تو ان سطور کی تحریر کی حاجت نہ تھی۔ مگر یہہ رائے اپنی نوعیت کے لحاظ سے ضرور اسی قابل ہے کہ اس کی تہ تک پہونچنے کی کوشش کیجاوے۔

سیریا کے بندرگاہ بیروت سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہونے کی خبر آئی۔

اطلاع

عنقریب حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی طرف سے ایک عجیب غریب اشتہار جو معرفت حقہ کے بڑہانے والا اور ختم نبوت و رسالت کی حقیقت پر مشتمل شایع ہونیوالا ہے یہہ اشتہار ہرگز ہرگز سرسری نگاہ سے دیکھی جانے کے قابل نہیں مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہوگا سعید وہ لوگ جو جلد بازی نہ کرنے والونکی رہین اسے لذت پاینگے پس ثبات قدم رہنے کے لئے دعائیں مانگو تا ایسا نہ ہو شیطان گمراہ کر سکے۔

شہادت آسمانی

ذیل مین ہم ایک خط درج کرتے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاے گا - کہ آسمان کسطرح پر حضرت اقدس مسیح موعود کی تائید و نصرت کے لئے جہکا ہوا ہے - جیسا کہ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے - یہہ بزرگ جس کے خط کو ہمنے درج کیا ہے ۲۴ ستمبر کو رویا دیکھتا ہے ہم امید کرتے ہین کہ سعید روحین اس سے فائدہ اٹہائینگی - (ایڈیٹر)

میرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام

بحضور فیضگنجور امام الوقت مسیح الزمان و مہدی دوران مجدد وقت مسیح موعود عالیجناب امام ربانی

ہر آنکس بنعلین تو عشق دارد نہ پروائے جنت نہ خوف جہنم

بکمال ادب خدمت عالیمین عاجزانہ یہ التماس ہے کہ فدوی اپنے پاک پروردگا اور اسکے رسول برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کہا کر یہ مراسلہ خدمت عالی مین تحریر کیا ہے کہ اگر اس میرے خواب کے تحریر مین کچھ ایک زیادتی میری طرف سے ہو تو خدا تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور شفاعت آن رسول مقبولؐ بروز قیامت مجھے نصیب نہ ہو۔ فقط۔

احوال خواب

بروز یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ء عیسوی رات کے تین بجے مین نے خواب کیا دیکھتا ہون کہ ایک چہوٹا پہاڑ مجہے کو دور سے نظر آرہا ہے اور وہان لوگ کثرت سے نظر آتے ہین - مین نزدیک گیا تو کروڑہا آدمی جمع ہین اور جسطرف نظر کرتا ہون - وہانتک لوگ کثرت سے جمع ہین - اور یہہ آواز یکبیک آنا شروع ہوئی اے لوگو اپنے حواسین سنبہالو - آجکا روز بہاپر شیخ شہاب الدین سہروردی تشریف لاتے ہین اتنے مین ایک بزرگ تہوڑی جماعت کیساتھ اس پہاڑ پر ظاہر ہوکر تشریف فرما ہوئے - اور اس جماعت کیطرف مخاطب ہوکر یون کہنا شروع کیا - اے جلال الدین رومی اے نصیر الدین چراغ دہلوی اے بایزید بسطامی آے قطب الدین بختیار کاکی اور بہی بہت سی نامین لیکر پکارے وہ سب روبرو حضرت کے دست بستہ بیٹھ گئے اور اس بزرگ نے ایک کتاب ہاتہہ مین لئے ہوئے کہنا شروع کیا اے ارواحین خوشخبری ہو تمکو اس پاک پروردگا سے جو اس قیامت مین مطابق حدیث شریف ادس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امام الزمان مہدی دوران مجدد وقت نائب رسول عالیجناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے اور بہت سے معجزے اس امام سے ظاہر ہوچکے ہین - لیکن گمراہون نے . . . . . اس آسمانی انعامات سے بے نصیب ہو گئے جیسا کہ تم دیکہہ چکے ہو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شق القمر ہوا لیکن گمراہون نے اس پاک معجزے کو سحر کا گمان کیا اور تم جو کتاب میرے ہاتہہ مین دیکہہ رہے ہو تصنیف ہے اس مجدد وقت کے ہے اور اس کا نام کتاب مقدس براہین احمدیہ اگر تم اس امام کا معجزہ دیکہنا منظور ہو تو پہلے استغفار اور ورد درود شریف ہو - بعد اپنے گناہوں کی کو ایسی کلمے کبہی بارہمین مت زبان پر لایا کرو کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ زمانہ مین بہت سی بحر العلوم ہر ایک علوم و فنون کے روبرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہیچ تہے - اسیطرح ہم سب اس امام الزمان کے سب ہیچ ہین - کیونکہ وہ خدا کا امام ہے اور خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے - اسکی خدمت اور بیعت گویا مین عبادت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جیپر اپنے انعامات نازل کرتا ہے ہم اسکے نقش قدم پر چلین - کیا تم سورہ فاتحہ مین اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم نہیں پڑہتے وہ یہی امام ہے جس کے نقش قدم پر چلنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمین ہدایت دی ہے - اور مین خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہون - تا خوشخبری اس امام الزمان کی اور ہمین کو وہ دن قیامت قریب ہے فکر کر رہے - اتنے مین ایک شخص نے اذان دینا شروع کی اس قدر بلند آواز سے کہی جس سے کہ مین نیند سے چونک اٹہا - فقط - الراقم خاکپائے میرزا صاحب ملا محمد نظام الدین احمدی التخلص بعزت ساکن کوچہ تیلیہ متوسط روڈ مدراس حال مقیم

گیارہویں چٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک مسلمان بھائی نے جو ہماری جماعت میں تو داخل نہیں مگر کسی قدر حسن ظن ضرور رکھتے ہیں۔ پانچ سوال بھیجے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش پڑھکر اُن کے دل کو ان سوالات کی طرف توجہ ہوئی مگر کم علمی سے ان کے جواب پر وہ قادر نہ ہوسکے اور ان کے محکمہ کے ہندو نوجوانوں نے زور سے ان کے جوابوں کا اُن سے مطالبہ کیا وہ لکھتے ہیں۔ کہ ان سوالوں سے ان کے دل پر بُرا اثر پڑا۔ افسوس! علوم دینیہ کی واقفیت نہ ہونے سے کتنا خوفناک اثر ان مسلمانوں پر پڑ رہا ہے جن کا تعلق ہمارے مبارک اور الٰہی سلسلہ سے نہیں ہے آج زمانہ کی دہریت اور مذاہب باطلہ اور زمانہ کی ناپاک سوسائیٹوں کے زہر سے بچنے کے لئے یہی سلسلہ ایک حصن حصین ہے حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو ذوق اور بصیرت اور محبت سے پڑھنے والے ہی ایک قوم ہیں جن پر وساوس کا شیطان سلطان اور غلبہ نہیں رکھتا مجھے اس خط کو پڑھ کر بڑا رنج آیا کہ ان سوالات کی کوئی اتنی بڑی ہستی نہیں کہ ایک مومن قلب کو ذرا بھی جنبش دے سکیں۔ مگر اُس شخص اور اس کے امثال کی تسکین قلب کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کا جواب لکھا جائے۔ میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ حضرت امام علیہ السلام کی کتابوں کو جن لوگوں نے بالاستیفا پڑھا ہوگا وہ جستہ جستہ مقامات میں ان سوالوں پر روشنی پڑی ہوئی دیکھ چکے ہونگے مگر میں نے زمانہ کے مذاق کو مدنظر رکھکر ان پر یکجائی اور مفصل بحث کرنی ضروری سمجھی۔ اور اسیطرح ارادہ کیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کا جواب بتدریج شایع کیا جائے جو قرآن کریم کے خلاف لکھا گیا ہے مگر توفیق اللہ تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے خدا تعالےٰ اس کام میں میری مدد کرے اور مجھ سے یہہ خدمت لے۔

والسلام

عاجز عبد الکریم۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۱

پانچ سوالوں کا جواب

سوال۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں بار بار قسمیں کھانا کیا معنے رکھتا ہے۔

جواب۔ اس کے لئے اول غور کرنا چاہیے کہ کیا قسم درحقیقت کوئی مکروہ اور غیر مالوف شئے ہے؟ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ نامعلوم زمانوں سے متمدن قوموں میں یہہ متبرک رواج جاری ہے بنی اسرائیل کے مقدس صحیفوں میں۔ ان کی قوموں میں۔ عیسائیوں کے مقدس صحیفوں میں ان کی قوموں میں آج تک یہہ شایع و ذایع رسم ہے عیسائیوں کے پولیٹیشنوں نے بڑی کوشش اور بڑی جانفشانی سے پولیٹیکس (امور سیاسہ) کو مذہب سے جدا کر لیا مگر قسم کا مسئلہ ان سے خارج نہ ہوسکا۔ سرکاری ذمہ داری کے نازک عہدوں پر متمکن ہونے سے قبل قسم کھانی لازم قرار دی گئی ہے۔ چیف کورٹ کے لایق ججوں کو اپنی ڈیوٹی کا گون پہنتے وقت **حلف** اٹھانی پڑتی ہے وائسرائے پابند ہے کہ اپنے بزرگ منصب پر فایز ہونے سے پہلے غلیظ قسم اٹھائے۔ ہمارے مکرم معظم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کو زمام سلطنت ہاتھ میں لیتے وقت قسم اٹھانی پڑی۔ کچہریوں میں بڑی الجھن اور تاریکی کے وقت اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے اور درازِ خصومت کو کوتاہ کرنے کے لئے **قسمیں** قانوناً مقرر کی گئیں۔

اس تعامل پر جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور تمدنوں میں باوجود آپس کے شدید اختلافات کے پایا جاتا ہے سرسری نگہ ڈالنے سے بھی اطمینان قلب سے یہہ نتیجہ ہاتھ آجاتا ہے کہ فطرت کے خالق کیطرف سے اصل خلقت اور جذر جبلت میں قسم کی عظمت مرکوز اور مجبول کی گئی ہے اور علی العموم قسم معیار ہوتی ہے قسم کھانیوالے کی صداقت اور حقیقت کا۔ اگر استمراراً اور عادتاً جھوٹ اور دغا اور مغالطہ اور جعل بھی صدق اور حق کیطرح نزاع اور خصومت کے میدان میں خم ٹھونک کر پوری جرأت سے **قسم کھاتے** اور یوں صدق کو شکست دیا کرتے اور آخر کار اس ذریعہ سے حق و باطل ملتبس ہوجاتے اور قسم سے حق کی تحقیق اور اظہار میں کوئی مدد نہ ملتی تو انسانی فطرتیں ایسا سچا اور لا اختلاف اتفاق اس مسئلہ پر نہ کرتیں۔ اور اقلاً یہہ بات تو ضرور ہوتی کہ آج کل کی یورپین قومیں یا نصرانی قومیں جو اپنے منہ کے دعوے کے موافق رسمی شریعت سے بیزاری ظاہر کرتی ہیں۔ اس بھاری جوئے سے اپنی گردنیں نکال لیتیں ہم اس بیان کے سننے اور ان حالات کے سمجھنے کے بعد اگر انصاف کیا جاوے تو کوئی حق نہیں رہتا اور نہ ہی جائز موقع ملتا ہے کہ وہ لوگ اس مسئلہ قسم پر نکتہ چینی کی زبان کھولیں جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو پوری صحت بخش مانتے ہیں اور رات دن انہیں میدانوں میں اور پارکوں اور باغوں میں جسمانی عافیت کے لئے ہوا خوری کرتے ہیں۔

غرض یہ بات بڑی صفائی سے حل ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ قسم انسان کی فطرت صحیحہ کے خواص سے ایک خاصہ ہے اور سچے اور بہ روش تمدن نے ہر زمانہ میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لیے اس مسئلہ پر بلا اختلاف عمل کیا ہے اور یہ بھی کھل گیا کہ واقعی یہ اصل انسان کے معاملات کے انتظام میں ازبس مفید ثابت ہوئی ہے۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن کریم کی قسموں کی حقیقت کیا ہے؟ اور نظام نبوت نے اس آلہ سے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟

واضح رہے کہ قسم سے دو عظیم الشان فائدے قرآن کی صداقت اور حقیقت اور نظام نبوت کو حاصل ہوئے ہیں۔ **اول** خاص اور مختص القسم فائدے **دوم** عام فوائد

عرب کی فطرت میں یہ اعتقاد راسخ کیا گیا تھا اور انکی روحوں کو پوری لذت سے پلایا گیا تھا کہ لغو قسمیں کھانے والے تباہ ہوجاتے ہیں اور ان کے مکان اور بلاد ویران ہوجاتے ہیں

چنانچہ ان کا یہ قول مشہور ہے

ان الایمان تدع الارض بلاقع

یعنی قسمیں غیر ملک کو ویرانہ بنا کر رہتی ہیں اور فی الحقیقت ہے بھی یوں ہی۔ عرب کی صحیح اور سچی فطرت کا بھی یہ میلان نہ تھا بلکہ واقعات خارجیہ جیسے اس امر کی شہادت دیتے آئے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا جلدی یا دیر سے تباہ و برباد ہو جاتا یا آج کل کے عرف کی اصطلاح میں ہم یوں کہہ دیں کہ بیتا اعتبار کھو دیتا اور شریف اور وضیع دونوں کی نگاہ میں خفیف ہو جاتا ہے۔ پھر اس انسان کا کیا حال ہو جو ایک طرف تو اپنی عظمت کا سکہ دلوں پر بٹھانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اپنی عظمت کی تائید میں لغو قسموں کو لاتا ہے کس قدر فضیحت اور خجالت اسے ہوگی جب سب پر کھل گیا کہ وہ جھوٹا اور طبل تہی تھا۔

اس مسلم اعتقاد اور متعارف عقیدہ کی بنا پر عرب کی قوموں نے بڑی صفائی سے دیکھ لیا کہ قرآن کریم نے اور اس کے لانے والے نے عزت اور احترام میں کس قدر ترقی کی۔ اور انہیں وہ سچی اور پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ جس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس طریق سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سچ اور قرآن حق ہے۔ سنو اور غور سے سنو کیسا نازک موقع ہے اور دل کو خصوصاً اس دل کو جس میں کوئی خامی کی رگ اور کذب کا داغ ہو کس قدر کپکپا دینے والا موقع ہے۔ جبکہ بہادر اور غیرت مند قوم آپ سے پوچھتی ہے۔

ویستنبئونک احق ہو قل ای و ربی انہ لحق وما انتم بمعجزین

یعنی یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کے بارہ میں تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہوگی اور وہ حق ہے اور تم اپنے زور و طاقت سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکو گے۔

اب غور کرو اگر یہ باتیں جو قسم سے پختہ کر کے پیش کی گئی ہیں صدق و تورع سے اپنی حقیت پر مہر لگا نہ دیتیں تو کیا اس عظیم الشان نبوت کا سارا تار و پود درہم برہم نہ ہو جاتا۔ جس نے صاف لفظوں میں دعویٰ کیا کہ وہ تمام نبوتوں کو ختم کرنے والی اور تمام سچائیوں کی جامع شریعت ہے اور ساری گذشتہ کتب میں یہودیوں کی اور عیسائیوں کی پارسیوں کی اور چینیوں کی اس کے مقابل پر نجات کی صاف اور سیدھی راہ بتانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ ممکن تھا کہ خدا کا نبی قوم کے سوال پر اتنا ہی کہہ دیتا کہ ہاں وہ حق ہے مگر فطری شعور اور جذبہ صداقت نے پر جوش تحریک کے مقابل جو قوم کے سوال سے پیدا ہوئی تو نما اس سچے اور خالص جوہر (قسم) کو جواب کے پر زور اور موثر بنانے کے لیے تحریک دی جو صحیح فطرتوں میں خالق حکیم کے خاص ارادہ سے امانت رکھا گیا ہے اب اس دوہری صداقت نے یعنی صحیح فطرت کے باشعور زور اور شوکت نے اور پھر خارجی وقوع نے ہمیشہ کے لیے گواہی دیدی کہ

قسم درحقیقت معیار اور مایہ ناز
تجربت ہے ایک مدعی کی صداقت کا

دوسری بات یعنی عام اور عظیم الشان فتوح دشمنوں سے کیونکر حاصل ہوئے؟ اسکی تفصیل یوں ہے کہ قرآن کریم ایک کتاب ہے جس نے تمام گذشتہ کتابوں سے بڑھ کر یہ کام کیا کہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ دلائل بھی دیے اس بزرگ کتاب میں الوہیت اور نبوت اور معاد وغیرہ مسائل کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں جس کے ساتھ قاطع دلیل موجود نہ ہو۔ گذشتہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان کی باتیں تحکم اور دعویٰ سے زیادہ نہ تھیں۔ اور الہیات کے نازک مسئلوں پر جو پاک اور کاوش کرنے والی طبیعتوں کو تسکین کوئی برہان نہیں ملتی تھی۔ یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کہ ان زمانوں کی طبیعتیں دلائل اور براہین کو سمجھ سکتیں۔ اور ان کی وحشیانہ نظر تھی محض دعویٰ اور نرے تحکم پر قناعت کر جاتی اور اس لیے حکیم خدا کی مصلحت نے نہ چاہا کہ علوم حکمیہ کا فیضان ابر کرے۔ کچھ ہی ہو اور کوئی باعث ہو امر واقعی یوں ہی ہے کہ قرآن کریم سے پہلے کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں جس نے دعویٰ بھی کیا ہو خود ہی اور بڑی تحدی سے دعویٰ کیا ہو اور پھر خود ہی اپنے اندر زبردست برہانی اور مسکت دلائل بھی رکھے ہوں۔ کیا وید کو طاقت ہے؟ کہ وہ اس فخر کا استحقاق جتلائے مثلاً تحدی کرے کہ نیوگ کا مسئلہ حق ہے اور انتظام عالم کے لیے یہ مسئلہ از بس ضروری ہے کہ ایک عورت زندہ اور قوی شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے اولاد کی خاطر ایک اور پرے شخص سے ہم بستری کرے اور گیارہ بچوں تک بیج لینے کے لیے پوری جرات اور صفائی سے اس کے پہلو کو گرم کرے۔ اور پھر پاک اور باغیرت وید نے اس مسئلہ کے مخالفوں کے حق میں انذاری پیشگوئی کی ہو۔ اور پھر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے ثابت کر دکھایا ہو۔ کہ اس مقدس رسم میں یہ فوائد ہیں یا مثلاً وید نے اپنے الفاظ میں تحدی اور دعویٰ کیا ہو کہ خدا اور مادہ دونوں انادی ہیں اور خدا خالق کسی شے کا نہیں اور پھر اس کے دلائل بھی دیے ہوں۔

مگر

نہیں وہ مردہ کتاب ہے سالہائے دراز سے اس کی زبان کٹ گئی ہے اور اب مان لیا ہے کہ اس گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں! گونگے کی ماں (الٹی وید) ہی ہو جو گونگے کی بولی سمجھے۔ کالجوں اور سکولوں کے نوجوان ہندو انگریزی پڑھ کر جہاں اور بہت سی کرتے ہیں۔ اور یورپ کے بہروپ اتارتے ہیں انہیں قومی مصلحت نے یہ سمجھایا کہ مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بن کر بولیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اندر سے خالی ممی کو پر تکلف عجائب خانہ میں رکھیں ان کو فاتح اور جری قوموں کی نقل پر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس علمی زمانہ میں وہ بھی تبلیغی اور دعوت کرنیوالی قوم بنیں وہ وید وید پکارتے ہیں مگر کیا ہی خوب ہو جو الہیات کے بڑے اور ضروری مسئلوں سے ایک ہی مسئلہ کے متعلق وید کا اپنا دعویٰ صاف لفظوں میں اور پھر اسپر بھی اس کے اپنے الفاظ میں دلائل بیان کیے ہیں پیاس ہے کہ خدا کے لیے کوئی قوم اس خصوص میں ہماری کتاب مجید کا مقابلہ کرے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ سارا ملک بھی

اس بارہ میں بے برکت اور گنگی اور اندھی ہیں بجائے اس کے کہ ہندو نوجوان انہیں کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر نکتہ چینی کرکے اپنے تئیں مردہ وید کا دلیر اور بولنے والا وکیل ملتے تحریر کریں انہیں مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مردہ کو بھی بلوائیں اور چاروں ویدوں کا صاف اور لفظی ترجمہ شائع کردیں۔

ہاں

تو پھر انجیل کا دل گردہ ہے کہ اس میدان میں قدم رکھے مثلاً انجیل صاف اور صریح لفظوں میں پر تحدی دعوی کرے کہ مسیح کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے اور پھر اپنے ہی الفاظ سے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کرکے کہ اس کی الوہیت کے یہ دلائل ہیں اور انہیں یہ ممتاز اور وہ فوقی خواص ہیں جو نوع انسان میں پائے نہیں جاتے مگر نہیں اس مردہ کتاب میں یہ جرات کہاں۔ اسی نقص اور بے برکتی کا یہ اثر پڑا ہے کہ یورپ میں مذہب سے آزادی اور دہریت کی وبا پھیل رہی ہے اور ان کتابوں کی بنا چونکہ کہانیوں اور مادی اور حسی کرامتوں اور شعبدوں پر تھی ضروری تھا کہ ان پر موت آجاتی۔ وہ چند قصے کرامتوں کے انہوں کی علاج اور مبروصوں کے اچھا کرنے اور جنوں بھوتوں کے نکالنے کے متعلق جو تھی تو فا۔ مرقس اور یوحنا مورخوں کی داستانوں میں مذکور ہیں کیا علمی اور عقلی زمانہ میں بابرکت اور قابل وقعت رہ سکتے ہیں؟؟ جبکہ علوم طبیعہ کے کمال اور اکتشافات جدیدہ کے عروج نے آج ان سے بڑھ کر کرامتیں دکھا دی ہیں۔ اور وید کی آگ پرستی اور ہوا پرستی اور ہر قسم کی مادہ پرستی علوم حقہ کے مقابل کبھی ٹھہر سکتی ہے؟

غرض

قرآن کریم کی نسبت خداوند کریم نے ارادہ کیا کہ آخر تک زندہ بابرکت اور ہادی کتاب رہے اس لیے اسے علمی اور عقلی معجزوں پر زندہ دیا۔ اور ہر ایک صداقت کا مدار کار انکو ہی ٹھہرایا۔ قرآن کریم کا لازوال معجزہ جس کی نقل کوئی سامنے اتار نہیں سکتا اور تمام علوم حقہ اور فنون صادقہ اسکے جلال کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں اور جسے فخر ہے کہ قیامت کی ہولناک گھڑی تک مبارک اور سرسبز رہے یہی ہے کہ اس نے الهیات کے تمام ضروری مسائل کو براہین قاطعہ سے مدلل اور مزین کیا ہے اور کسی بات کو عقیدہ کی حد تک رہنے نہیں دیا جبتک کہ اسپر سچے اور لذیذ علم کا رنگ نہیں چڑھایا اتنا کام تو کیا ان پاک اور بھوکی روحوں اور دلوں کے سیر اور مسرور کرنیکے لیے جنہیں سچے علوم کی پیاس اور بھوک لگی رہتی ہے اور ایک دوسری جنس کے مرعوب کرنے اور جمالی علوم کی تائید میں جلالی اقتدار اور قہاریت کے اظہار کے لیے معجزات اور خارق عادت کاموں کو قہری اور جلالی پیشگوئیوں میں محدود اور منحصر کیا قرآن کریم میں ہمارے نبی کریم رحیم خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اثبات نبوت میں لوگوں کو اسطرف توجہ نہیں دلائی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کی چڑیاں بناتے ہیں یا جسمانی بیمار کا علاج ایک طبیب اور ڈاکٹر کی شکل میں کرتے ہیں یا جن بھوت نکالنے اور جنتر منتر کرنے میں بڑے ماہر ہیں یا پانی کو شراب بنا سکتے یا انسان سے بھوتوں کو نکال کر سوروں کے گلہ میں داخل کر سکتے ہیں۔ یا ایک لاٹھی کو سانپ کی صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں اس لیے کہ ان باتوں کی ترکیب میں موت کے قابل مادہ رکھا ہوا تھا۔ اور یہ محقق المقام اور محقق الزمان باتیں نہیں جن کے وجود اور آثار کے مٹ جانے کے لیے بہت جلد وقت مقدر تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد زمانہ نے نیا جولا بدلا اور لمبی نیند سے آنکھ کھولی اور علوم جدیدہ کی روشنی سے فضائے عالم منور ہوئی۔ ساحروں یعنی علوم مادیہ حسیہ کے ماہروں نے جو آسمان سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں رکھتے ان سب کاموں میں ید بیضا پیدا کیا۔ مادرزاد اندھے اب علاج سے بینا ہوئے۔ بڑی خطرناک مبروص بھی شفایاب ہونے لگے۔ کوڑھی بھی اچھے ہوئے۔ آسیب زدہ (ہسٹیریا کی بیماری میں مبتلا جنہیں توہمات کے گرویدوں نے بھوتوں کے آسیب زدہ مانا ہے) شفایاب ہوئے۔ سخت ناقص کتاب اور تاریک زمانہ کی مخصوص ہدایت نے ایسے معجزات سے حقیقی معجزات کی وقعت پر پانی پھیر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ علی العموم معجزات کا انکار کیا گیا اور ان باتوں کے منکر کو بڑا دانشمند سمجھا گیا۔ چونکہ یہ ناقص کتاب (انجیل) ان توہماتی ہتھیاروں کے دباؤ اور رعب سے ایک اور عجیبی چیز یعنی خدا کو منوانا چاہتی تھی اور پھر بدقسمتی سے اسے بھی ناتوان انسان کی صورت میں پیش کرتی تھی آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کو ماننا بھی عقل و دانش کے خلاف سمجھا گیا اور یہ یورپین پبلک جہاں تک پھیلی کہ اسلام کے نادان خیر خواہوں نے بھی اسپر زور دیا اور فخر کیا کہ قرآن کریم کسی معجزہ کا دعوی نہیں کرتا۔

غرض

قرآن نے پیشگوئیوں کو علامت صداقت نبوت ٹھہرایا اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور بے سامانی اور ہر قسم کے مادی اسباب سے خالی ہونے کے ہر حال میں دشمن کے خذلان اور اپنی نصرت کی قاہرانہ مقتدرانہ لہجہ اور تحدی میں قبل از وقت خبر دینا۔ اور پھر واقعات خارجیہ یعنی قانون قدرت کا اسکی صداقت پر شہادت دینا یہ ایسا علمی اور عقلی معجزہ ہے کہ علوم کی پیاسی طبیعتیں ہر زمانہ میں اس سے سیراب ہو سکتی ہیں اور کوئی ساحر یعنی جمہور ہا صناع یا منجم یا رمال یا جفار یا کسی قسم کا مادی مواجہ اپنی کسی قسم کی ستکاری اور چالاکی سے اس کی نقل نہیں اتار سکتا۔ اور نہ ایسے مدعی کو کسی زمانہ اور میدان میں شکست دے سکتا ہے قرآن کریم ایسی جلالی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک زندہ اور مصفا آئینہ ہے

جس میں ہم ہی قادر متکلم خدا کا چہرہ نظر آسکتا ہے اور یہی ایک یقین امتیاز ہے

اسلام اور دوسرے مذاہب باطلہ میں!

دیکھو انجیل توریت اور دیگر مذاہب باطلہ کے حامی اور ان کی مردہ کتابیں ایسے نشانوں کے پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ وید کی بے برکتی اور بے ثبوتی نے یہ اثر کیا ہے کہ ہندو نوجوان انگریزی خواں اس اقرار میں فخر سمجھتے ہیں کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں اور انجیل کے ماننے والے اور یسوع مصلوب کے پرستار اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لہو ولعب کے معجزے ختم ہو گئے اب ان کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ان پر قادر ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن نے جیسا اپنا سارا مدار قاہرانہ پیشگوئیوں پر رکھا ہے یہی دعوی کیا کہ اس کی تعلیم اور معجزات مرجانیوالی چیزیں نہیں کہ ایک زمانہ میں تو ہیں اور دوسرے زمانہ میں ان کا نام و نشان نہ رہے اور دعوی کیا کہ علمی معجزہ اور صداقت کی نشانی یہی ہے کہ حی و قیوم خدا کی طرح ہر زمانہ میں جس کی نظیر پائی جاوے نہ یہ کہ پہلی مخاطب قوم کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کو نرے تحکم اور زور سے قصہ کے رنگ میں ایک بات منوائی جاوے

قرآن کریم کے اس جلیل دعوی کے ثبوت کو سرسبز دکھانے کے لیے ہمارے زمانہ میں خدا نے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کو مبعوث فرمایا جنکو فخر ہے کہ یہ مصطلحات یعنی زندہ اسلام ۔ زندہ کتاب ۔ زندہ خدا ۔ زندہ رسول ۔ زندہ زبان ۔ آپ ہی کے وجود باجود کے واسطہ سے شائع ہوئے ہیں حق تعالیٰ کی برکات

وانعامات جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک وارثوں تک سارے راست بازوں کے شامل حال ہوتے رہے ہیں آپ کے شامل حال ہوں۔ یہی بات تذکرہ آپڑی تھی ورنہ غرض تھی

وللناس فیما یعشقون مذاہب

غرض منجملہ قرآن کریم کے ان اسلوبوں اور منہاجوں کے جو اس نے دعاوی کو دلائل سے مؤکد کرنے کے لیے اختیار کیے ہیں ایک یہ طریق

قسم کا بھی ہے

قرآن کریم کی قسموں کی فلاسفی یہ ہے کہ وہ ایک نظری اور عقلی چیز کو ذہنوں اور زمینوں کے قریب کرنے کے لیے بدیہیات اور محسوسات کا سلسلہ پیش کرتی ہیں اور اس طرح روحانی علم کو جس کے سمجھنے میں عام طبائع پر بہت مشکلات پڑتی ہیں اور غیر مرئی اور اس عالم سے ورا اشیا کو عین کا ادراک اور احاطہ آسان کام ۔ بتا حسی نظاروں کے رنگ میں لاکر دکھاتی ہیں

آج ایک دانا دل جو علوم کا پیاسا ہے سمجھ سکتا ہے کہ کیسا عجیب اور نازک اور مفید کام قرآن نے کیا ہے اب ہم قرآن کریم کی بہت سی قسموں سے نمونہ کے لیے ایک دو قسمیں پیش کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کیسا بیش بہا خزانہ اس ذریعہ سے طالبان حق کو مل سکتا ہے اور یہ راہ علوم عالیہ حقہ کی اشاعت اور تفہیم کے لیے کیسی عجیب اور قریب راہ ہے

اول ہم قسم کو لیتے ہیں جسے ہم نے مضمون کے اثنا میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

ویستنبئونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین ہ

اور تجھ سے (اے محمد) اس پیشگوئی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ واقع ہوگی؟ تو کہہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے وہ ضرور ضرور پوری

ہو کر رہے گی۔ اس بیان کی توضیح اور صفائی کے لیے اول اس پیشگوئی کو دیکھنا چاہیے جو کفار مکہ کی نسبت کی گئی اور وہ یہ ہے

قل ارایتم ان اتکم عذابہ بیاتا او نہارا ماذا یستعجل منہ المجرمون۔ اثم اذا ما وقع امنتم بہ الئن وقد کنتم بہ تستعجلون۔ ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ہل تجزون الا بما کنتم تکسبون

اے پیغمبر ان سے کہہ کہ تم خوب غور کر کے اس کا جواب دو کہ اگر خدا کا عذاب راتوں رات تم پر ٹوٹ پڑے یا دن کے کسی حصہ میں نازل ہو جائے اور اسے واقع ہونا تو ہے ہی تو پھر مجرم اس کے وقوع کے لیے اتنی شتاب کاری کیوں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب سر پر آجائے۔ کیا جب وہ سر پر آپڑا تب ہی اسکا یقین تمہیں آئے گا پھر ہم اسوقت کہیں گے کہ اب تمہیں اس کا یقین آگیا اور تم تو اس کے وقوع کو ہنسی سمجھ کر محض طنز سے کہا کرتے کہ جلدی اس عذاب کو لاؤ پھر اس سزا کے واقع ہونے کے وقت ظالم منکران حق کو کہا جائیگا کہ اب ہمیشہ کے لیے سزا کا مزا چکھو یہ سزا تمہاری اپنی ہی کرتوتوں اور شوخیوں کی ہے۔ یہ آیتیں سورہ یونس کی ہیں جو مکی سورۃ ہے۔ ان میں پر زور تحدی اور دعوی سے جسکے زور اور شوکت کے مقابل بشری قوی ٹھہر نہیں سکتے۔ مخالفوں کو کہا گیا کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم دیکھ لوگے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ کی (قبداری) باتیں کیونکر پوری ہوتی ہیں اس عظیم الشان جلالی پیشگوئی کی قدر و عظمت کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ پیشگوئی کرنیوالے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا حالت ہے اور آپ کے اعدا کی کیا صورت ہے مکہ کی زندگی کو پڑھ کر دیکھلو و پاک اور

مصنوع تاریخیں متفقاً گواہی دیتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بے سامان ناتوان اور ہر قسم کے مادی اسباب سے تہیدست تھے۔ دشمن اپنے زور اور شوکت اور جمعیت اور مادی اسباب پر بھروسا کرکے آپ کے استیصال کے لیے مکاید اور تدبیریں سوچتے اور آپ کو اور آپ کے ناتوان اور بے سامان پیرووں کو سخت سخت دکھ دیتے۔ جب ان کو آنحضرت جیسے ظاہری بے سامان شخص نے قہری اور بلند الفاظ میں یہ سنایا کہ تم پر آسمان سے فتویٰ لگ گیا ہے۔ کہ میرے مقابل تم نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ ضروری تھا۔ اور عادتاً ایسا ہونا لازم تھا۔ کہ وہ اپنی حالت اور مدعی کی صورت کو دیکھکر بڑے استخفاف سے اس دعوی کو دیکھتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ دو حریفوں میں مقابلہ ہے۔ اور دونوں کی طاقت میں کوئی نسبت نہیں وہ جانتے تھے کہ جنگ میں کامیابی اور ایک فریق کی ہزیمت کے کیا اسباب ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت کو محض بے سامان دیکھتے تھے۔ آسمان کی طرف انکی نگاہ نہ تھی اور یہ بات ان مادی لوگوں کی نگاہ میں جیسے اس زمانہ کے میٹریلسٹوں کی مانند ارضی محاورہ سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ناممکن نظر آتی کہ مدبر حقیقی اور قادر متصرف کی طرف سے ایسے قدرتی اسباب جمع ہو جائیں گے کہ غالب مغلوب اور قوی ضعیف کر دیے جائیں گے وہ استہزا سے آنحضرت کو کہتے کہ وہ تمہاری عذاب کی دھمکی کب پوری ہوگی اور کب آسمان سے پتھر ہم پر برسیں گے قرآن کریم کے متعدد مقامات میں اس قسم کا مضمون آیا ہے۔

غرض ان مادہ پرست اور عقلائی طاقتوں یا نبوت کے رازوں سے غافل لوگوں کو اس خوفناک سزا کی گھڑی کا آنا جو ہنوز مخفی اور غیر مرئی چیز تھی اور مادی اسباب کے خلاف ایک دھمکی دکھائی دیتی تھی۔ سمجھانا مقصود تھا اور یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ آنحضرت ضرور کامیاب ہونے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور آپ کا دشمن ہلاک ہو جاوے گا۔

اس قطعی دعوے کے ثبوت میں یہ قسم پیش کی گئی ہے **وَرَبِّیْ** اسکی تفصیل اس طرح ہے کہ نبوت ربوبیت کے فیضان سے ہے جس طرح خدا تعالیٰ کے اسم رب نے انسانوں کی جسمانی تربیت کے لیے ہر قسم کے ضروری سامان عطا کیے اسی طرح اس کی ربوبیت کے فیض نے نجات ابدی یعنی روحانی نظام کی تربیت اور اصلاح کے لیے سلسلہ نبوت کو قائم کیا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اثبات نبوت کیلیے اپنے اسم رب کو واضح اور محکم دلیل گردانا ہے پھر باوجود نبوت کی اسقدر ضرورت اور بقائے عالم کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہونے کے بھی ناقدر شناس اور کافر نعمت لوگ اسکی ایذا اور استیصال کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کامل نبوۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظالم دشمنوں نے ایسے ہی ارادے کیے اسپر خداوند عالم اور قادر غیور کے اسم رب کو جو نبوتوں کا مقرر کرنیوالا اور اپنے جلال کے اظہار کے لیے ان کا حامی اور مولا ہے۔ گواہ لایا گیا۔ یعنی ان ہستی کے دشمنوں کو وعید اور انذار کے طور پر یہ بتایا گیا کہ میرا رب گواہ ہے کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور اس لیے کہ اس کی ربوبیت نے اپنے اغراض و مقاصد کی تائید و اشاعت کے لیے مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور تم میرے تباہ کرنے کے درپے ہو لہذا ضروری ہے کہ غیرت ربوبیت اپنے مربوب کی حمایت میں جوش زن ہو۔ اور بیدادگروں کی خانہ براندازی کرے۔ قرآن کریم کے اس نظام میں اگر کوئی دہریہ اور نیچری بھی خواہ کتنا ہی بیباک ہو غور کرے تو اسے اس اعتراف کے چارہ نظر نہ آئے گا کہ لاریب یہ خدائے مقتدر کا باجلال کلام ہے اس لیے کہ ناتوان انسان کے محدود العلم ضعیف قویٰ کی رسائی سے باہر ہے۔ کہ ایسی قطعی غیب کی خبر دے اور وہ پوری ہو جائے

دوسری مثال فلا اقسم بالخنس

والشیاطین ثم لنحضرنهم حول جهنم جثیا۔ اسی سے پہلے ہے ویقول الانسان ءاذا مامت لسوف اخرج حیا اولا یذکر الانسان انا خلقناه من قبل ولم یک شیئا (سورہ مریم) اور انسان دوبارہ جی اٹھنے اور اعمال کی جواب دہی کا منکر) کہتا ہے (تعجب اور انکار سے) کہ کیا میں مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرکے زمین سے نکالا جاؤں گا۔ تو کیا اس منکر انسان کو وہ وقت یاد نہیں رہا کہ ہم نے پہلے اسکو پیدا کیا اور یہ کچھ بھی نہ تھا سو ہم (اے محمد) تیرے رب کی (یعنی اسم رب کی جس نے تجھے پال پوس کر اور اپنے اغراض و مقاصد کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے) قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم ان منکروں اور ان شیطانوں کو ضرور ضرور اپنے حضور میں اکٹھے کرینگے اور پھر ان سب کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کے گرد لا حاضر کریں گے۔ اس قسم کا مطلب بھی تھوڑے تامل سے صاف کھل جاتا ہے درحقیقت اس قسم کا اور اس سے پہلے قسم کا مقصد و مآل ایک ہی ہے بہرحال اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ خداوند جل ذکرہ موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے مسئلہ کو جو الہیات کے نہایت دقیق اور عمیق اور اہم مسائل سے ہے بڑے اور روشن اور دلربا پیرایہ اور واسطے سے بیان فرماتا ہے۔ یہ مسئلہ معاد کا اور اسپر صدق دل سے ایمان لانا تمام نیکیوں کی جڑھ ہے خدا تعالیٰ کے وجود کے تسلیم اور ضرورت کا اعتقاد بھی تبھی پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد دوسرے عالم کو تسلیم کیا جائے۔ اور وہاں کے ایلام و انعام کو واقعی اور یقینی مانا جائے۔ اس عظیم الشان اصل کے ثابت کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے بہت سے مقامات میں گوناں گوں پیرایوں میں کلام کیا ہے اور اس مسئلہ کے ثبوت اور اس اعتقاد کی ضرورت پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور تمام نیکیوں کا محرک اور فلاح کا مدار آخرت پر یقین اور ایمان لانے کو ٹھیرایا ہے